

1

حسب روایں ۲۹۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
ک

علمی مذہبی تبلیغی

مشعل الاسلام



حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر حزب انصار کبیرہ مدظلہ

مفتی
افتخار احمد بگوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دینی
 حیدرآباد دکن

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شامس الاسلام

ماہنامہ

سالانہ چند ایک سو پچیس روپے
مملکت ہوا سے دو روپے
غیر ممالک سے دو روپے اکھڑ آنے

مقام اشاعت
جامع مسجد بھیرہ

جلد ابابیت موری ۱۹۳۹ء مطابق دو کتب ۱۳۵ھ نمبر ۲

نمبر	مضمین	فہرست	نمبر
۲	جناب مولانا محمد عالم صاحب آسی امرتسر	سورہ نیل کی تفسیر اور علامہ فرامی (تفسیر القرآن)	۱
۷	————— (ادارہ)	باب الحدیث	۲
۹	جناب مولوی سید ذریعہ صاحب قادیان میرٹھی	انوارہ سینہ رنارتخ و غیرہ	۳
۱۳	جناب خانزادہ غلام احمد خان صاحب ننگش بنگو	نگش سنی اور کلب علی شیعہ کی بائیسویں ملاقات	۴
۱۸	جناب مومن صاحب سرحدی	اسلامی تنظیم	۵
۲۴	جناب سید محمد ریاض الدین صاحب امرتسر	شان شمس الفتح	۶
۴۷	جناب حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب گجرات	کشف التلبیس جلد دوم سلسلہ اشاعت گذشتہ	۷

اس جگہ سرخ پوسٹل کے نشان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چنڈہ ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں

منہجہ

فد رحمتین خوشنودیں جامع مسجد بھیرہ (پنجاب)

تفسیر القرآن سورہ قبل کی تفسیر علامہ فرہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَا نَبٰی لَہٗ

(سلسلہ اشاعت گزشتہ)

۱۸ ہر ایک عبادت اسلامی کا فلسفہ زیادہ تر عیسائی بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ مسلمان جنگجو قوم تھے۔ اس لئے دُشمنان میں ہتھوک پیاس کی شق کرائی جاتی ہے اور نماز میں صفت بندی اور مورچہ بندی کی نشست و برجاست کی مشق منظور ہے۔ وضو میں صحت و صفائی اور قوت باضمہ کے اصول پیش کئے گئے۔ زکوٰۃ میں طرائق کے لئے فراہمی چندہ میں فرائج حوصلہ شکنی کی مشق پیش نظر ہے اور حج میں تمام اقوام کی مجلس شوریٰ کی دعوت ہے۔ انہی کی تقلیدیں زمانہ حال کے اہل قلم حضرات نے بھی مختلف قسم کے فلسفیانہ خیالات پیش کئے ہیں۔ جبکہ بذراجم آج ہمارے تعلیمیاتہ اصحاب کے دماغ میں یہاں تک ذہن نشین ہو گئے ہیں کہ عبادات اسلامیہ پر ان کو مطلق اعتقاد ہی نہیں رہا۔ کیونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ وضو کی غرض و غایت حج کے روزانہ غسل، پکڑوں کی صفائی اور انگریزی نمیشن کے لباس میں وضو سے بہتر حاصل ہو سکتی ہے۔ طرائق کی نوعیت بدھچی ہے۔ اسلئے موجودہ طرز کی ڈرل اور کھیل کود کی مشق، یا بال کی فٹ بال اور کرکٹ کی پریکٹس کافی ہے۔ ہتھوک پیاس کی برداشت آج کل مضر صحت سمجھی گئی ہے۔ انجمن شوریٰ کی بجائے جاہلانجمنیں اور سوسائٹیاں قائم ہو چکی ہیں۔ اور اخبارات کے ذریعہ سے تمام دنیا نے اسلام کو دعوت دی جا سکتی ہے اور چندہ کی فراہمی کے اصول عمدہ طریق پر جاری ہیں۔ تو پھر فرسودہ اور پرانی رسوم کی کیا ضرورت ہوگی۔

گو پہلے زمانہ میں یہ موقت الشیوع اور مخصوص الوقت عبادات ضروری تھیں۔ اور اب بھی بنظر استخوان دیکھ لینے کے قابل ہیں۔ اور ان کا قیام بھی جزوی طور پر صرف اسلئے کسی حد تک ضروری ہے کہ اسلاف کی یادگار قائم رہے۔ مگر آج کی مادی ترقی ان عبادات پر عمل پیرا ہونے سے رک جاتی ہے اسی بنا پر محققین فلسفہ اسلام نے یہ کہہ دیا ہے کہ اسلام مانع ترقی ہے اور ضرورت ہے کہ احکام جدید پیش کر کے مسلمانوں کو معراج ترقی پر پہنچایا جائے (۱۹) اسی ترمیم و ترمیم اور فلسفیانہ تحقیق و تدقیق کے سیلاب نے مسلمانوں کو اسلاف کی تخیل و توہین پر آمادہ کر دیا ہے نبوت کے اقسام پیدا کئے گئے ہیں۔ قرآنی احکام کو قابل تنسیخ قرار دیا گیا ہے یا قرآن مجید کی تصویر ایسے بیانات اور شریحات میں پیش کی جا رہی ہے جو تمدن یورپ کا بالکل آئینہ ہوں۔ اور بائبل یا تعلیمات نصرانیت کی منکفل ہوں۔ یا کم از کم موجودہ زمانہ تمدن کے لئے سنگ راہ واقع نہ ہوں اور صاف لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ اسلام تو اصلی قرآنی تعلیم پر قائم تھا۔ مگر خود پرست مفسرین اور ناواقبت اندیش ائمہ اسلام نے اپنے خیالات کے تنگ و تاریک پردے اس پر ڈال دیئے ہیں۔ ایک علامہ کا قول ہے کہ قرآن مجید ایک سورج تھا۔

مگر مذاہب سازی کے ابراس قد کشیف صورت میں اسکے سامنے چھا گئے۔ کہ اس کی دھندلی روشنی کے سوا اس میں کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ حضرت علامہ ان بادلوں کے ہٹانے میں کوشش کر رہے تھے۔ اور اسلامی سورج کو بے نقاب کرنے کی خاطر ایک ضخیم ضخیم تعظیم مرتب کر رہے تھے۔ مگر داعی اجل نے فرصت نہ دی اور یہ کام ادھورا چھوڑ کر چلے گئے ممکن ہے کہ کئی جزئی یا فرانس اور لندن کا تعلیمی ائمہ روشن خیال اس امر میں کو تا یہ تکمیل تک پہنچا کر اور مادی ترقی کے دلدادوں کے ارمان نکال کر اپنا نام بدایہ کرے (۳۰) بہر حال ہمارے مولانا فرہی نے بھی جتنے اوسع اسلام کی نئی تصویر پیش کرنے میں سعی بلوغ سے کام لے کر فسانہ طرازی میں تقلید یورپ کا پورا حق ادا کر دیا ہے جس کا کچھ حصہ آپ واقعہ نمیل کی فسانہ سازی میں دیکھ چکے ہیں۔ اور آپ بھی دیکھ چکے ہیں کہ اس فسانہ طرازی کی بنیاد پر خیالی نظریات پر ہے۔ واقعات تمام کے تمام اس کے خلاف ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ سورہ نمیل کا اصل ترجمہ اور صحیح واقعات ناظرین کے پیش کئے جائیں۔ تاکہ حق و باطل کے درمیان تیز کرنے میں دقت نہ رہے۔

(۱۷) مؤرخین اسلام کا اس کے اوپر اتفاق ہے اور جناب فرہی بھی مانتے ہیں کہ سبت اللہ شریف ہمیشہ سے محفوظ چلا آتا ہے۔ چنانچہ کتاب اخبار کہ جلد اول صفحہ ۱۷۲ پر علامہ مورخ ازنی متوفی ۱۲۲۱ھ نے ایک روایت میں لکھا ہے کہ ولید و ۱۵۱۰ حد قسط لبوع الاہلک جس نے بھی اسکے متعلق بیتی کا اظہار کیا وہی نباہ ہوا ہے چنانچہ اسی ضمن میں ملک یمن کے بادشاہوں کے حالات کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے کعبۃ اللہ کو مسما کر کے آئے تھے۔ کیونکہ جزیرہ عرب میں اس وقت تقریباً سات مقلات پر عبادت گاہیں بنی ہوئی تھیں جو کہ قبیلہ کہا جاتا تھا اور ہر ایک کا بانی یہی چاہتا تھا کہ میں اپنے معبد پر عبادت گاہ کی طرف تمام عرب کو متوجہ کروں۔ اور باقی معبد مثلاًوں۔ مگر کعبۃ اللہ ایسا معبد تھا کہ جس کی تعظیم تمام عرب کرتے تھے اور جنہوں نے اسکے گرانے کا قصد کیا تھا وہ خود ہلاک ہو گئے تھے

۱۸ علامہ ازنی جملہ مذکور لکھتے ہیں کہ ملک یمن کے تین بادشاہ اپنے اپنے معبد حکومت میں مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوئے تاکہ سبت اللہ کو مسما کریں۔ اور تمام عرب کو اپنے معبد کی طرف متوجہ کر کے باقی معابد کا نام مٹا دیں مگر اس وقت قوم خزاعہ مکہ معظمہ پر نابلغ تھی۔ اور فریش نکال دئے گئے تھے تو قبیلہ خزاعہ نے ان بادشاہوں کا خوب مقابلہ کیا۔ تو وہ شکست کھا کر واپس چلے گئے۔ مگر کچھ مدت کے بعد فریش دوبارہ مکہ معظمہ پر نابلغ ہو گئے اور تمام عرب ان کی تعظیم کو عظیم کرنے لگا۔ تو اس وقت یمن کا بادشاہ متبع ثالث تھا قبیلہ ہذیل اس کی رعایا تھے اور جد کی وجہ سے یہ چاہتے تھے کہ فریش کو مکہ معظمہ سے بے دخل کر کے خود حجاز پر حکومت کریں۔ اس لئے انہوں نے متبع ثالث کو فتورہ دیا۔ کہ وہ اپنے دار الخلافہ صنعاء یمن میں ایک معبد تیار کر کے تمام عرب کو دعوت دے کہ یہاں آکر حج اور قربانی کے فرائض ادا کیا کریں۔ مگر تاؤنیک سبت اللہ کو مسما کر کے فریش کی حکومت کا خاتمہ نہ کر دیا جائے یہ شکل حل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے متبع ثالث علاقہ ہائے عرب میں غارت و لوٹ پھوٹ مچا ہوا کہ مکہ کے نزدیک مقام انج اور عسفان کے درمیان اگر خمیر زن ہو گیا اور عسفان مکہ شریف سے مدینہ طیبہ کے راستہ میں دوسری منزل ہے جو ۳۰ میل مکہ مکرمہ سے دور ہے۔ اور انج مکہ معظمہ سے اسی راستہ پر تین چار میل کے فاصلہ پر ایک مقام تھا اب وہ پوری تیاری کے ساتھ سبت اللہ شریف کو گرا دینے کے لئے روانہ ہوا۔ تو فریش نے اس کا مقابلہ مطلقاً نہیں

تجلیات کی بنیاد

سبت اللہ کی حفاظت

تیاری کی تیاری سبت اللہ پر

سبت اللہ کی تیاری

کیا کہ یوں کہ ان کو یقین تھا کہ اس کی حفاظت خدا خود کرے گا۔ اور جب وہ مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ تو قدرت نے اس کا ایسا مقابلہ کیا۔ کہ وہ حیران رہ گیا کیونکہ اس میدان میں تاریکی چھا گئی۔ آندھی چلنے لگی۔ بار بار درباری اور خوراک کے جانور اور گھوڑے پندلیوں تک زمین میں دھسکر چلنے سے رک گئے۔ تو اس حالت میں وہ بادشاہ سر اسیم ہو کر اپنے ملائے مذہب عیسوی را جبار سے اس کا باعث پوچھنے لگا۔ تو انہوں نے صاف کہ دیا کہ بیت اللہ شریف کے متعلق جو بھی بدعتی اور بدکاری سے پیش آتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے اسی وقت اگر تم یہ ارادہ کرو کہ ہم بیت اللہ کی تعظیم کرنے کے تو ابھی یہ عذاب دفع ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ نبی ہدیل نے تجھ سے کی ہے۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور نبی ہدیل کو قتل کر دیا۔ اور حکم دیا کہ چلو بیت اللہ کی زیارت کریں۔ اور قربانی دیں۔ تو وہ صحیح سلامت مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر مشرف زیارت کعبہ ہوئے۔ چند ایام کے لئے وہیں اقامت کی۔ چنانچہ مکہ معظمہ کے اور گرد و جوار جبل ثقیف قحان ہے اس پر اسلحہ خانہ بنایا محکمہ حیات کے تمام پر مہبط تیار کیا۔ اور جس مقام پر آج محلہ مطا بنج ہے وہاں بار چھانہ قائم کر دیا۔ اور قبضہ دن رات سوجا اور قربانی کرتا رہا جس کا گوشت تمام عرب پرندوں اور درندوں کے لئے چھڑ دیا جاتا تھا۔ ابھی ایام میں اس نے بیت اللہ شریف پر اچھا لڑ چڑھایا۔ اور بیت اللہ شریف کا ایک دروازہ بنایا جو رات کو بند کیا جاتا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ اور پہلے پہل اس نے غلات کعبہ شروع کیا تھا۔ تو واپس جاتے وقت اس نے بیشعر کہے تھے۔

و کسونا البیت الذی حرم اللہ ملائکہ مفضلاً و بردوا
واقمتنا بہ من الشہر عشرہ وجعلنا لبابہ اقلیداً
وخرجنا منه فم سہیلاً قد رافعنا لواءنا معقوداً

(ترجمہ) ہم نے بیت اللہ شریف کو بمبئی چادروں کا غلاف پہنایا۔ اور پورے دس دن یہاں قیام کیا جن میں کعبہ بیت اللہ شریف کے دروازہ کو نفل لگانے کا بھی تہ نظام کیا۔ تو اس کے بعد مسلسل سنارہین کا قصد کر کے ہم واپس چلے آئے جبکہ ہمارے شاہی علم ہمارے سروں پر لہرا رہے تھے۔

(۱۵) میں سخت تعجب ہے کہ علامہ فراہی کی افسانہ طرازی سے یہ واقعہ کیوں اوجھل رہ گیا۔ شاید اس لئے کہ قرآن مجید میں اسکی تفصیل موجود تھی ورنہ خباب اگر واقعہ نویسی پر تبحر لقی قلم کا گھوڑا دوڑاتے تو یہ واقعہ بھی مورخین اسلام کی کذب بیانی کا مظاہرہ سمجھا جاتا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ واقعہ یوں کانوں ہمارے سامنے علامہ ارزقی کے نوک قلم سے لکھا ہوا موجود ہے۔ جو تیسری صدی ہجری کے آغاز میں وفات کر گئے ہیں، اور جنہوں نے خود مکہ معظمہ میں نشوونما پایا۔ اور وہیں آپ کی پیدائش بھی ہوئی ہے، اور سارے مقامات کے تاریخی حالات اپنے اہل اجداد سے سنتے آئے ہیں۔ جن کو انہوں نے اپنی کتاب اخبار مکہ میں درج کیا ہے، جو آج کل مطبع ماجدیہ مکہ مکرمہ میں چھپکر علامہ رشیدی الصالح لمحس کے زیر نفاست شائع ہو چکی ہے۔ ہم واقعہ نبیل بھی اسی کتاب سے نقل کرینگے، تاکہ جناب فراہی کا یہ اعتراض بھی قائم نہ رہے کہ ابن ہشام اور ابن اسحاق یہودیوں کے راوی ہیں، اور واقعہ نبیل میں انہوں نے یہ صاف جھوٹ کر دیا ہے کہ پرندوں نے کنکریاں ماری تھیں۔ سخت حیرت ہے۔ کہ ایسے شخص کو بلا ثبوت محض

خیالی طور پر کاذب تصور کر لینا۔ یا یہود سے واقعات اخذ کر لینے والا سمجھنا جو واقعات کہ سے قریب تفرز نامہ میں اپنے لمحات حیات گزار چکا ہے اور یہ وہنا ہم بھی ایسے واقعات میں جو خود یہود و نصاریٰ کے خلاف اپنی خاص نوعیت میں اسلام کا بین ثبوت کہتے ہیں کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ واقعہ فیل سے پہلے واقعہ تنج ثالث بھی آسمانی حفاظت کی زندہ تصویر موجود ہو۔ اور خصوصاً اس شخص کی طرف سے جو وطنیت کے لحاظ سے ہندی الاصل ہو۔ اور اسلامی زندگی میں تیرہ سو سال بعد کی پیدائش ہو۔ اور وہ بھی اہل کتاب کے عہد حکومت میں اکبر ایسے محرک اسلام پر ایسے اہتمام لگانا واجب نہ ہو گا۔ کہ عیسائیوں سے متاثر ہو کر اسلامی روایات کو خلاف عقل سمجھنا شروع کر دے اور عیسائیوں سے نول پرائز کے استحصال میں اس کو دقت پیدا نہ ہو خصوصاً عہد حاضر میں یہ امر زیادہ قریں قیاس بھی ہے کہ جبکہ اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ آریہ و سناتن دھرمی سکھ اور باقی غیر مسلم اقوام ایک ایک بات پر ہنسی اڑاتے ہوئے تکذیب اسلام کی انتہا تک پہنچ چکے ہیں اور خصوصاً مسلمان اہل قلم حضرات اپنی کمزوری کا ثبوت دیکر اسی میں اپنی شہرت کا علم بند کرنا چاہتے ہیں کہ مخالفین کی تعضیک کے ساتھ شریک ہو کر اپنے اسلام کی گٹھلی اچھالنا شروع کریں اور اسلامی واقعات پر تحریف کے پیرا میں ایسا ہاتھ صاف کریں کہ یا تو وہ واقعہ کی ہی اصلیت مٹ جائے اور یا ایسی شکل میں ظاہر کیا جائے کہ جسمیں عظمت اسلام کا ذرہ بھر بھی ثبوت نہ مل سکے۔ اور تیغین آج تمام اطراف ہند میں پھیلا ہوا ہے کہیں نبوت برزوی کے رنگ میں کھنکھری بھڑک پیدا کر رہا ہے۔ کہیں امام وقت اور مجدد زمان یا مہدی وقت کی زہریلی ہوا میں پھیل اسلام کے سل ووق کے موزی جڑاٹھ پھیلا رہا ہے اور کہیں اصلاح و ترمیم کا بخار پیدا کرتا ہے اور کہیں ترمیم اسلام کے رنگ میں اسلام کو اصلی رنگ میں پیش کر نیکاحون و مانع خراب کر رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آج تک اسلام کے کسی کو اپنا منہ دکھایا ہی نہیں آج تیرہ سو سال بعد باب کے گھر جلوہ افگن ہو کر بے پردہ ہوا ہے مگر ہمارے نزدیک آپس میں گتھم گتھا ہونے والے نفس اور توہین اسلام کے ٹھیکیدار مصلح اور ریفارمر در پردہ نصرانیت کے خدمت گزار ہیں اس امید پر کہ شاید کبھی ان کو بھی کچھ اقتدار حاصل ہو یا انہیں کسی طرح کا سبز باغ دکھایا جاتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو سادگی میں آکر دلاؤ گان تمدن یورپ کو خوش کرنا چاہتے ہیں تاکہ اعلیٰ طبقہ اور اعلیٰ تعلیمی اہل اصحاب میں منظر وقعت دیکھے جائیں اور ان کو بڑا علامہ سمجھا جائے ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ہندوؤں کے گریہ وادیں جن کا دستور العمل یہ ہے کہ ہندوں کی عملداری قائم کر کے اسلامی حقوق کو پامال کرنے میں دریغ نہ کیا جائے جس کا ثبوت کانگریس کی سختی میں ان رسائل سے اب بھی مل سکتا ہے جو گاؤں کشی کے نبرک انے کے لئے لکھے گئے تھے۔ اور اس وقت بھی ہمارے پاس ایک سالہ موجود ہے جس کا نام ہے۔ حفاظۃ البقیہ جو صرف سپاس ساٹھ روپے کے استحصال میں لکھا گیا تھا۔ اور اس کے مولف جناب متین ابھی تک بقید حیات کاغذ میں جرات دن امت محمدیہ کی مردم شماری کے بڑھانے کی فکر میں مصروف رہتے ہیں اور تہی نہیں کہ سیح قادیانی کی طرح یہ بھی اپنے وقت کے امام الزمان کہلائیں۔

(۲۰) اب ہم واقعہ فیل کو اصلی صورت میں پیش کرتے ہیں جو کتاب اخبار مکہ جلد اول صفحہ ۱۶۰ پر درج ہے کہ

یمن کے پاس ملک حجاز کا ایک بادشاہ تھا۔ جس کا نام تھا زعہ ذونواس اس نے یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا اور اپنی

رہایا کو مجبور کرنا تھا۔ کہ وہ بھی یہودی مذہب اختیار کریں، عبداللہ بن مسعود نے انکار کر دیا جب پھر لڑائی ہوئی اور عیسائی شکست کھا کر گرفتار ہو گئے، اور یہودیت قبول نہ کی بلکہ مر جانا پسند کیا تو زعمہ شاہ یہود نے ان کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرنا شروع کر دیا۔ بعض کو بے آب و دانہ رکھ کر مار ڈالا۔ اور بعض کو آگ کی کھایوں میں ڈال کر جلادیا۔ مگر پھر بھی کوئی ایک عیسائی بھی یہودیت اختیار کرنے پر آمادہ نظر نہ آتا بلکہ ایک عیسائی دوس نامی نظر بچا کر بھاگ نکلا اور صحرائے اعظم رگستان کے راستہ سے ہرقل شاہ روم کے پاس جا کر فریاد ہی ہوا کہ یہودی اہل یمن نے عیسائیت کے خلاف بری طرح سلوک کرنا شروع کر دیا ہے بادشاہ کا فرض ہے کہ عیسائیت کی حمایت میں یمن پر حملہ آور ہو کر اپنا قبضہ جمائے۔ تاکہ یہودیت کی جرطکٹ جائے مگر شاہ روم نے غدر کیا کہ مسافت دور ہے راستہ میں پانی کی قلت ہے اس لئے ہم اپنی طرف سے تجاشی شاہ حبشہ کو حکم دیا۔ کہ یمن پر حملہ کرے تو اس نے دوس کے ہمراہ ارباط کو لشکر دیکر یمن بھیج دیا۔ تو اس نے آتے ہی اسے فتح کر لیا۔ اور زعمہ و نو اس ہمدرد کی طرف بھاگ نکلا۔ اور وہیں ڈوب کر مر گیا۔ **ذو حنین** شاعر نے یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ

(۱) و عیبی لا ابالاک لن تطیقی لحالک اللہ قد انزفت ریتی ۲ الذاعرف القیان اذا متشینا
(۲) واذ نسق من الخمر الحقیقی ۳ و شرب الخمر لیس علی عاراً اذا المیکشینی فیہا سرفیق
(۳) و عملان الذی نبیت عنہ نبوہ مسکا فی راس ینق ۴ مصاہج اسلیط یلحن فیہ
اذا میسی کتوماض البروق ۵ فاصبح بعد جد نہ س ماداً ۶ و غیر حسنه لہب الحریق
واسلہ و نو اس مستہمتنا ۷ و حذرتا قومہ ضیت المصتیق

ترجمہ: اپنی معشوقہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے (۱) اے میرا تیرا آپ مرے مجھے چھوڑ دے تیرا استیلا اس کو ہے تو مجھے اپنے پاس نہیں بٹھرا سکتی۔ تو نے میرے لب پہنچ کر شک کر کے لعاب دہن بھی ختم کر دیا (۲) ایسے واقعہ پر تو نڈیاں گاتی ہیں جبکہ ہم سرخ شراب پی کر مست ہو جائیں (۳) شراب پینے سے مجھے شرم نہیں آتی۔ بشرطیکہ میرا رفیق مجھ سے شام کی نہ ہو۔ (۴) وہی غمزدان جو ہمیں معلوم ہے کہ شامی محل تھا۔ اور کبھی ہوا کی چوٹی پر سر لٹکاک عمارت بنایا گیا تھا اور (۵) جب شام کے وقت تیل کی بتیان بجلی کی چمک کی طرح جلا کرتی تھیں (۶) اپنی ناز کی کے لہذا راج را کہ ہو گیا ہے اور آگ کے شعلوں نے اس کے صحن کو بگاڑ دیا ہے، اور یمن کا بادشاہ ارباط سے بھاگ کر خودکشی کرنے کو بچکر کل گیا ہے اور اپنی قوم کو جنگ کی تنگی سے ہوشیار کر گیا۔

چرمہائے قربانی فراہم کر کے ان کی قیمت بدریعیہ منی آرڈر بم نام
ناظم ضرب انصار بھیرہ رائے طلبائے دارالعلوم غفرانہ ریال فرما کر ممنون

بَابُ الْحَدِيثِ

نماز کی پابندی

(۱) الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین (ترجمہ) نماز دین کا ستون ہے تو جو شخص اس کو ادا کرے گا وہ دین کو قائم رکھے گا۔ اور جو شخص اس کو چھوڑ دے گا وہ دین کو گرا دے گا۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد وبين الکفر ثلاث الصلوٰۃ (مسلم) (ترجمہ) نبیہ اور کفر کے درمیان (تین) فاصل (نماز کا ترک کرنا ہے۔

(۳) عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوات افترضهن اللہ تعالیٰ من احسن وضوءهن وصليهن لوقتھن واتدبر کوعھن وحشوعھن کان (لہ علی اللہ عھداً

یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس (لہ علی اللہ عھداً) ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ (احمد ابو داؤد) (ترجمہ) پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جو شخص ان کا وضو اچھی طرح کرے گا۔ اور ان کو ان کے وقت پر پڑھے گا۔ اور ان کا رکوع و خشوع پورا کرے گا، اس کے لئے اللہ پر اس کا عہد ہو گا۔ کہ وہ اسکی مغفرت کرے اور اگر چاہے تو اسکو عذاب دے گا۔

(۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنبت الکبائر (مسلم) (ترجمہ) پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب رہے۔

(۵) عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان لیھل بباب احدکم یغتسل کل یوم خمساً ہل

یبتقی من ذنوبہ قال فذلک مثل الصلوات الخمس یحیی اللہ بہن الخطایا (بخاری و مسلم) (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ہر روز پانچ بار نہاٹے تو کیا اس کا کچھ میل باقی رہ جائیگا صحابہ نے عرض کیا کچھ میل باقی نہ رہے گا۔ فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے خطاؤں کو محو کر دیتا ہے۔

(۶) عن ابی ذریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بعضہن من شجرۃ قال فحصل ذلک الورق یتھافت فقال یا ابا ذر قلت لبیت یا رسول اللہ قال ان العبد المسلم یصل الصلوٰۃ یرید بها وجہ اللہ فتحافت عنه ذنوبہ کما تحافت ہذا الورق عن ہذا الشجرۃ (صحیح)

”شجرۃ قالوا لا یبتقی من ذنوبہ شئی“

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جاڑے (خزاں) کے موسم میں نکلے۔ اور پتے گر رہے تھے۔ تو آپ نے ایک درخت کی دو ڈالیاں پکڑ لیں۔ پس پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوذر میں نے کہا بیک یا رسول اللہ۔ فرمایا مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے۔ اور اس سے اللہ کی رضا چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے اس درخت سے جھڑ رہے ہیں۔

(۱) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلعم مروا اولادكم بالصلاة وهم ابناء سبع سنين واضي بوجهم عليها وهم ابناء عشى سنين وفرقوا بينهم في المضاجع را ابو داود ترجمہ: اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہوں۔ اور ان کو اس کے رنہ پڑھنے پر مارو جبکہ وہ دس سال کے ہو جائیں۔ اور ان کے بستر علیحدہ کر دو۔

اطلاعات

جلسہ سالانہ حزب الانصار کی عظیم الشان سالانہ تبلیغی کانفرنس ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ فروری ۱۹۳۹ء بروز جمعہ، ہفتہ ۴، انوار، جامع مسجد بھیرہ میں منعقد ہوگی، سالانہ تبلیغی دورہ، امیر حزب الانصار ایدہ اللہ بنصرہ کی سرکردگی میں حزب الانصار کے تبلیغی وفد کا سالانہ دورہ مارچ ۱۹۳۹ء سے شروع ہوگا۔ جو اصحاب اپنے ہاں تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کر کے وفد کو دعوت دیئے گا اور وہ رکھتے ہوں وہ اپنے ارادہ سے یکم مارچ سے پہلے مطلع فرمائیں تاکہ پروگرام بناتے وقت ان کی خواہش کا لحاظ کیا جاسکے جن اصحاب کی طرف سے یکم مارچ تک دعوت نامہ موصول نہ ہوگا۔ ان کو بعد ازاں شکایت کا حق حاصل نہ ہوگا۔

حادثہ ارتحال، دلی رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ بتاریخ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ علحضرت قبیلہ حاجی پیر محمد سید شاہ صاحب نقشبندی مجددی تیرا ہی سجادہ نشین دربار چورہ شریف کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت مرحوم پاکیزہ سیرت اور عارف باللہ بزرگ تھے۔ ہمیں اس حادثہ میں مرحوم کے پس ماندگان اور ارادتمندوں سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

اسوہ حسینؑ

تایید و اعتبار

(از مولوی سید ذریافتی صاحب میرٹھی)

جب کوئی قوم دل و دماغ کی شگفتگی، مستقیم نظر اور دینی بصیرت کھودتی ہے تو اس کا مذہب چند ہی دور ہی باؤ نکے سوا کچھ نہیں رہتا اور اہم و خرافات کا سیلاب علم و حقیقت کو بہا لے جاتا ہے اور جل و جل جنت کی تارکی قلوب و ارواح پر قبضہ کر لیتی ہے۔ یہی حال آج بدقسمتی سے مسلمانوں کا ہے کہ وہ اپنے پاس اسلام جیسا ایک کامل و مکمل نظام رکھتے ہیں۔ جو نوع بشر کی جسمانی و روحانی ضروریات کے لئے قیامت تک کافی و کفایتی ہے۔ جسکے دائرہ عمل و قانون میں حیات و فلاح انسانی کی وہ تمام باتیں شامل ہیں جن کی پابندی و پیروی انسان کو نعمت و عظمت کی انتہائی لذتیوں پر پونہ جاتی ہے اور وہ اپنے پاس اسلام کی وہ شاندار روایات اور روشن کارنامے رکھتے ہیں جن کی حیات آفرینی اور عالم انفرادی آفتاب سے زیادہ روشن ہے مگر وہ پھر بھی ذلت اور پستی کے غاریں پڑے ہیں۔

آہ! یہ امت مسلمہ کی کیسی بختی اور محرومی ہے کہ وہ دین حقہ اور اسکی شاندار روایات کی روح سے نا آشنا ہے۔ اور اس کی زندگی کے کل کے تمام بزرے بیکار ہیں۔ اسلام تو اپنے متبعین کو اپنے عمل سے سبق دے رہا ہے اور اپنی ہر ہر سطر اور ہر ہر واقعہ سے عملی زندگی کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ مگر وہ عملی زندگی کی جڑیں خود اپنے ہاتھوں کھوکھلا کر رہی ہے۔ اور قصر اسلام کی کوئی اینٹ بھی اپنی جگہ درست اور مستحکم و استوار نہیں۔

اسلامی روایات کی وہ چیزیں جو مسلمانوں کی بے دماغی، انوثیت پسندی اور بدعت نوازی کا تختہ مشق بنی ہیں۔ ان میں سے ایک شہادت حسینؑ رضی اللہ عنہ ہے جس کی اصل روح سے ان کے دل و دماغ خالی ہیں۔ انہوں نے یہ روح سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اور اگر کی بھی تو کھوکھلا کر کھا لی اور سبجائے مغرب کے ترکستان چلے گئے میراد عولے ہے کہ اگر وہ اجتماعی طور پر روح شہادت کو سمجھ لیتے۔ اور اسوہ حسینی کے مطابق اپنے اندر حیات و فلاح اور ایشیاء و قمرانی کی قوت پیدا کر لیتے۔ تو یوں غلامی و محکوم کی ذیل زندگی بسر کرتے نظر نہ آتے کیونکہ امام حسینؑ رضی اللہ عنہ کا واحد مقصد ذاتی یا امت ہے۔

اسلام نے اپنے مشاہیر اور سلف صالحین کے عظیم اشان و حقیقت نواز کارناموں کی یاد کا مقصد

سے قصوری و بردل بہلا لیا جائے۔ ان کے واقعات زندگی کو شاندار الفاظ میں بیان کر دیا جائے۔ اور رسوم کی پستش شروع کر دی جائے۔ اسلام کو مشاہیر پرستی سے چڑھتے جو بت پرستی کی ایک شاخ ہے جسکی جڑ کاٹنے کے لئے وہ دنیا میں آیا ہے۔ وہ مشاہیر کی شخصیتوں کو پیش نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے اعمال صالحہ اور حیات آفرین کارناموں کو پیش کرتا ہے۔ اور پھر ان کے اسوہ

حسنہ کے اتباع پر زور دیتا ہے۔ مشاہیر کے کارنامے اسلام کا لبّی ہیں اور اس عمل سے سبق دیا جاتا ہے کہ اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کی بنیادیں استوار کرو۔ اور دین و دنیا میں فائز المرام و شاد کام بن جاؤ پس مشاہیر و سلف صحابین کے کارناموں کی حقیقی اور عملی یاد کا مقصد عبرت پذیری اور صراطِ مستقیم پر استواری ہے۔

واقعاتِ کربلا اور اسوہِ حسین رضی اللہ عنہ کے تذکار کا مقصد مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ ہے کہ ہم ان کے ایشاد و تقریبات کو اپنے عمل سے زندہ رکھیں اور ایثار و فدویت کی سال کے سال حیاتِ نوا و حرارت و احساس حاصل کرتے رہیں۔ مگر افسوس کہ واقعاتِ کربلا کی یاد چند رسموں میں محدود ہو کر رہ گئی ہے حقیقی اور عملی یادِ مٹ گئی۔ رسوم کی پریشانی نے اسکی جگہ لے لی۔ اور حقیقت سے بعد و اجنبیت ہو گئی۔ جیسے شہادتِ حسینؑ کی انتہائی بے قدری ہو رہی ہے۔

اور جب حقیقت سے بعد و اجنبیت ہو جائے اور عملی یادِ مٹ جائے تو پھر افراط و تفریط کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اُسے ہر محبت و بدعتِ نکل کر دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے اور قلوب و اذانیں کو سسومنا دیتی ہے۔ شہادتِ حسینؑ کے بارے میں بھی یہی ہوا۔ اور شہادتِ عظمیٰ کے نام پر رسوم پرستیاں پیدا ہوئیں جس کا سب سے بڑا ثبوت تفریق پرستی اور سینہ کوئی ہے

چنانچہ ایک فرقہ نے واقعہ کربلا کی عظمت کو محض رسوم کے ذریعہ زندہ رکھنے کا ٹھیکہ اور اجارہ لے لیا۔ اور اس ذریعہ کو لیا کہ سارا اسلام سمٹ سٹٹا کر کاغذ اور لکڑیوں کے ڈھانچہ بن گیا۔ اب محرم کے ابتدائی دس دن میں کیا ہوتا ہے؟ بدنام کنندگانِ اہلبیت روئے پیٹھے ہیں۔ کپڑے پھاڑتے ہیں۔ ننگے سر اور برہنہ پا پھرتے ہیں۔ غسل کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ سیاہ کپڑے پہنتے ہیں۔ بچوں کو سبز کپڑے پہنا کر..... یارام لیلکا تماشا دیتے ہیں، نذر و نیاز کی دیگیں کھڑکتی ہیں۔ محفلوں اور مجلسوں میں جھوٹی روایات بیان کی جاتی ہیں کچھویوں کے ڈھانچہ سے روزی روزگار اور اولادیں مانگی جاتی ہیں۔ اور شہدائے نام پر ایک گھونٹ پانی بلکا کر اعلان کر دیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے حنبتِ خرید لی۔ چلے قصہ ختم۔ بس ہو چکی مسلمانانِ تام کا فرش اٹھائیے انا للہ وانا الیہ راجعون

دیکھا آپ نے جاہل مسلمانوں نے شہادتِ حسینؑ کے گلے پر چھری چلا کر کیوں کر روحِ اسلام کو ذبح کیا ہے۔ اپنے دل و دماغ سے دینی بصیرت اور عبرتِ پذیری کو کس طرح دھکے دیکر نکالا ہے اور اناٹھی ہیں اور بعدِ دے طریقہ سے واقعہ کربلا کا منہ چڑھا ہے، اس قسم کے بے دماغ حسینؑ کے نام لیا مسلمان اس قابل ہیں کہ ان کو ایک بورے میں لپیٹ کر بحرِ قلم میں غرق کر دیا جائے تاکہ اسلام کا دامن ان بدنامادھبوں سے پاک ہو جائے۔ خدا را کوئی تبارائے کیا تذکارِ محرم کی ہی غرض تھی جس کا میں نے اوپر نقشہ کھینچا، اگر تین تو تباراؤ کہ حسینیؑ کارنامے کی عملی یادگار دنیا کے کون سے کون میں منائی جاتی ہے۔ اور کتنے مسلمان حیاتِ نازہ حاصل کر کے خدمتِ دین اور حق و حریت کی حفاظت کے لئے مکرستہ ہوتے ہیں۔

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ایامِ محرم میں بعض ناممکسارانِ حسینؑ حق کی محبت کا جذبہ لے کر گھروں سے نکلتے ہیں اور بعض مسلمان جہاں اہل بیت کی محبت و شفقت میں واقفیت بھی ہوتے ہیں اور اس کا اظہار و اعلان مختلف طریقوں سے کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اسکے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ سچائی کی تلاش میں نہیں نکلتے۔ صداقت کی تلاش کے لئے ان میں کوئی

ترب نہیں ہوتی۔ اور عملی یاد ماننے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ اور جب تک یہ نہ ہو اہل بیت کی محبت و شنیت کی ایک بے معنی چیز ہے کیا کاغذ کی خوشنمائیوں اور بانس کی کھچپوں سے بنے ہوئے تعزیروں کے عظیم الشان جلوسوں، سینہ گویوں، اور بدن کو زخمی کر لینے سے حضرت امام کی عظمت و عقیدت کا اظہار اور محبت اہل بیت کا ثبوت ہو جاتا ہے؟ سرگز نہیں۔ پھر اہل بیت کی محبت و شنیت کی نام گران حسینؑ کو کیا فائدہ دیا۔

کیا اس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح خوش ہوگی۔ اور ان کی یاد کا حق ادا ہو جائیگا؟ سرگز نہیں۔ یاد رکھو بیکی و صداقت کے عملی نمونوں کی پیروی اور اعمال صالحہ کی حقیقی و عملی یادگار رسوم کی پرستش اور عبادت کی تسکین سے حضرت امام کی روح خوش تو کیا ہوتی ہوگی۔ بلکہ تعزیر پرستوں اور رسمی ماتم گروں سے یقیناً تیز ار ہوگی، حسینؑ کے غم میں ڈھول تاشے پیٹنے والو! اور سبھی محبت کے جوش میں اپنے بدن کو زخمی کرنے والو! اہمیتیں کیا ہو گئیں کہ تم ہر سال روح حسینؑ کو بے چین اور اسلام کو ذلیل کرتے ہو۔ تم اٹھنے اور قدم بڑھانے کے بعد اپنا رستہ گم کر دیتے ہو۔ اور جبل و حماقت کی راہ ہو لیتے ہو۔

روح شہادت

آؤ میں تمہیں روح شہادت سے آشنا کروں اور تمہارے احساس وجدانی کا صحیح راستہ دکھا دوں دنیا کا ہر سلیم لفظ انسان جانتا ہے اور اس انسانیت کو از حقیقت پر ایمان رکھتا ہے کہ آزادی خدا کی سب سے بڑی نعمت اور غلامی دنیا کی بدترین لعنت ہے، اسلام کے ظہور کا مقصد اعظم یہ ہے کہ وہ خدا کی مخلوق کو ہر قسم کی غلامیوں اور ظلم و عدوان سے نجات دلا کر خدا کی بادشاہی میں لے آئے۔ غلامی اور غلامانہ ذہنیت ایک شجر خبیثہ ہے جسکو اسلام جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینا چاہتا ہے۔ اسلام اور غلامی کا کبھی اجتماع ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ غلامی اور ظلم و استبداد کے خلاف ایک زبردست لغات ہے جس سے فرعون کی حکومتیں اور مردی طاقتیں ہمیشہ لڑنے براہِ نام ہیں، اسلام کی اور اسلامی روایات کی کوشش یہ ہے کہ وہ اپنے متبعین میں وجدانی احساس کی دہائی چٹکاری کو سلگا کر ظلم و عدوان کے نفس و خاشاک کو بھسم کر دے، اور دنیا والوں پر امن و حریت کی برکتوں کا مینہ برسا دے۔

اسلام صرف اپنے متبعین ہی کو آزاد و محرر نہ دیکھنا نہیں چاہتا بلکہ اسکے سینہ میں سارے جہان کا درد ہے وہ تمام نئی نوع انسان کا مشفق و مرنی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ظلم و عدوان سے خدا کے عاجز و درماندہ اور کمزور بندوں پر عرضہ حیات منگ کریں۔ امن و حریت کے دشمنوں کے لئے وہ ایک حکمتی ہوئی بے پناہ تلوار ہے۔ جیسے قیصر و کسریٰ کی رو صیں آج تک قبر میں تھرا رہی ہیں۔ اس بات کا زہ اور چکنا چٹا آخری ثبوت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ اور یہی اصلی روح شہادت ہے جسکے سمجھنے کی مسلمان کوشش نہیں کرتے۔

حسینؑ کے نام لیاؤ! اگر گوش حق بیٹش رکھتے ہو تو سنو، میدان کربلا سے آج تک یہی آواز آرہی ہے۔
پیشِ فرعونے سرش اگندہ نیست ماسوی اللہ را مسلمان بندہ نیست

حضرت امام عالمیقام نے اپنے قیمتی اور مقدس خون سے واقعاتِ کربلا کے صفحہ اول پر لکھ دیا ہے کہ مسلمان اپنے جگر کے ٹکڑوں کی خون بھری لاشوں کو اپنے ہاتھ سے سپردِ خاک کر سکتا ہے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو آگ کے سمندر میں پھینک سکتا ہے، نور کی تپتی کے منہ میں بجائے پانی کے چند قطروں کے تیر ستم سویت دیکھ کر تسلیم و رمعا کا اظہار کر سکتا ہے۔ اور آخریں خود خاک و خون میں لوٹ سکتا ہے مگر فاسق و فاجر حکمران کی بعیت اور مستبدانہ نظام کا حامی نہیں ہو سکتا۔ اگر دیدہ بینا رکھتے ہو تو ٹوٹ پھو، اپنے قلب میں جگہ دو اور دنیا والوں کو قیام امن و وسط عدل کا ایسا ہی نمونہ دکھا دو۔

یزید کی بعیت انکار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا جھگڑا کیا تھا، یہی ناکہ نیریز حضرت امام عالمیقام کو اس بات پر مجبور کرنا تھا کہ وہ اس کے ہاتھ پر بعیت کر لیں تاکہ پھر وہ آزادی اور دنیا کی

کے ساتھ آزاد فطرت مسلمانوں پر ظلم و عدوان سے حکومت کرے۔ وہ اپنی حکومت کے قیام و استحکام کے راستہ میں ب سے بڑی رکاوٹ آپ ہی کو سمجھتا تھا۔ اور یہ اس شہزادہ امن و تقدس کی خاموش اور بے ضرر زندگی سے خائف تھا۔ اگر آپ یزید کے ہاتھ پر بعیت کر لیتے تو بس امن چین کے ساتھ شانہ زندگی بسر کر سکتے تھے۔ کیونکہ اگر دنیوی سلطنت کے تخت پر یزید بیٹھا تھا۔ تو دینی سیادت و امارت تو آپ کو بہر حال حاصل تھی۔

آپ کے لئے دو ہی راستے تھے یا تو یزید کے ہاتھ پر بعیت کر کے خوشحال زندگی بسر کرنے اور یا یزیدی حکومت سے مکروہ اور خود فنا ہو جانے، اور اس فنا سے بچنا کا عملی سبق دیدیتے۔ اسکے سوا تیسری راہ کوئی نہ تھی۔ مگر آپ جانتے تھے کہ پہلی راہ دنیا والوں اور رپرستوں کی ہے اور دوسری راہ حق پرستوں کی۔ اس لئے دوسری راہ کو اختیار کیا۔ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اور صاف طور پر کہ دیا۔ کہ یزید اس سخت خلافت پر بیٹھنے کا ہرگز حقدار نہیں جب پھر خلفائے راشدین بشیخہ قیام امن و وسط عدل کا کام سرانجام دیا کرتے تھے۔ اور ملت اسلامیہ کے قلوب و ارواح پر حکومت کیا کرتے تھے کون نہیں جانتا کہ یزید فاسق و فاجر اور پرلے وجہ کا بظاہر تھا اسکی حکومت خدائی حکومت سے لغات و سرکشی کا راستہ کھنسی تھی، اس کا اثر و اقتدار روحانی و اخلاقی زندگی کے لئے سپایم فنا تھا۔ اور اس کا وجود اسلام کے دامن مقدس پر ایک مکروہ اور گھناؤنا دھبہ تھا۔ ایسی حالت میں اگر امام عالمیقام یزید کے ہاتھ پر بعیت کر لیتے تو اسلامی حریت کا آفتاب غروب ہو جاتا، حق پرستی کا جنازہ نکل جاتا، حمایت اسلام کا جذبہ دنیا سے مبروم ہو جاتا، ظلم و عدوان کی بڑھتی ہوئی طاقتیں، افسوس و شیطاں کے پڑھنے ہوئے جو صلی اور امر معروف و نہی عن المنکر کی جبروتی طاقت ملت مسلمہ سے چھین لیتی اور خدا جانے آج دنیا کا کیا نقشہ ہوتا مگر قربان ہو جاؤں میں اس امام عالمیقام کے اور علمبردار صداقت کے جسے سر دیا۔ مگر یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیا۔ خود مٹ گئے مگر اسلام کو زندہ کر دیا۔ اور فنا سے بچا کا نقشہ کھینچ کر دکھا دیا۔ ملت مسلمہ اتو قیامت تک بھی امام حسین کی عظمت کے اظہار اور ان کی محبت و عقیدت کے حق سے عمدہ برا نہیں ہو سکتی، عالم اسلام کے غائب و اہم ہرگز ہرگز اس لائق نہیں کہ اپنی زبان پر اس حسینؑ کا نام لاؤ۔

جو دہکتی آگ کے شعلوں میں سویا وہ حسینؑ جو جواں بیٹے کی میت پر نہ ریا وہ حسینؑ

جس نے سب کچھ کھوکے بھی پھر کچھ کھویا وہ حسینؑ

تمہاری تقدیر میں صرف رونا اور سینہ کوئی کرنا ہے سو قیامت تک کرتے رہو، مگر حسینؑ سے محبت و شہنشاہی کا دعویٰ نہ کرو۔ اس کا ثبوت دینا تمہارے بس کی بات نہیں پہلے حق و حریت کی حمایت و حفاظت میں مصائب و شداہد کے پہاڑوں سے ٹکراؤ اپنے جلگر گوشوں کے حلق پر خنجر ظلم چلنے دکھو اور پھر خود مصیبت کی دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑو تب حسینؑ کا نام زبان پر لانا کیونکہ

یہ شہادت کہ الفت میں قدم رکھنا ہے

تم نے سن لیا کہ حضرت امام حسینؑ نے راہِ تقا کو چھوڑ کر راہِ فنا اختیار کی اور موتِ حریت پر ورانہ طرزِ عمل کا نتیجہ سے زسیت نکال کر دکھائی اس حریت پرورانہ اور خدا کا رانہ طرزِ عمل کا کیا نتیجہ نکلا؟

اور جگر گوشہ رسول کے ساتھ یزیدی گروہ نے کیا سلوک کیا، اس کا جواب واقعہ کربلا کی خونچکان داستان اور میدان کربلا کے تپتے ہوئے ریت کے ذروں سے لوہے میں معلوم ہو جائیگا کہ حریت پرورانہ طرزِ عمل کا نتیجہ ہمیشہ تباہی و بربادی ٹھوکتا ہے۔ مگر حق پرستوں کے لئے بربادی کی راہ جنت کی راہ ہے اور عاشقانِ الہی کو اس میں مزہ آتا ہے کہ منہ منہ نہ کر اپنی جانیں اسلام پر قربا کرتے ہیں اور ستانہ وار جھوم جھوم کر کہتے ہیں۔

جان دی، دی ہوئی خدا کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حق و حریت کے شہدائیوں اور عاشقانِ الہی کے سوانح حیات اٹھا کر دیکھو۔ تو تمہیں ہر مردِ خدا یہ آرزو کرتا ہوا نظر آئیگا،

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاکِ تینیت سرد و ستاں سلامت کہ تو خنجر آرمائی

مسلمانو! تمہیں شہادتِ حسینؑ نے سبق دیدیا کہ جب کبھی حق و باطل کی جنگ آزمائی ہو تو بلا سوچے سمجھے اونچے پرے پروا ہو کر حق و صداقت کی حمایت و حفاظت میں اٹھ کھڑے ہو۔ اگر باطل پرستوں کی ٹڈی دل فوج ہو تو تم صرف اتنے ہو۔ تو بس قلت و کثرت سے بے نیاز ہو کر جنگِ بدر اور جنگِ احد کا نقشہ دکھا دو۔ کیونکہ ہر حال فتحِ ہناری ہے اگر مارے گئے تو غازی اور غالب آئے تو فہم العقود، حقیقت یہ ہے کہ

نہ دے میں کبھی باطل سے نہ دب سکتے ہیں گردن اللہ کے رستہ میں گٹانے والے

حق و حریت کی حمایت و حفاظت کا دعویٰ کر کے اور حریت پرورانہ طرزِ عمل اختیار کر کے نتیجہ پر نظر نہ کرو۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ تم راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ اگر تم اپنے میں یہ غم و استقامت پیدا کر لو۔ اور ایسے جوشِ صداقت کا ثبوت دو تو آج ہی مغرور آسمان تمہارے قدم چمے اور تمہاری مٹمت کی زمین آسمان بن جائے،

بنگش علی اور کلب علی کی ملاقات

(آرخان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش)

بنگش، کلب علی بخیر آمدی میں آپ کا سکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ بر ملا اپنے مسلک کے وعدے کے سچے ثابت ہوئے اور آپ جھوٹ سے بھی زیادہ کام نہیں لیتے بلکہ اپنے وعدے پر تشریف لے آتے ہیں اور بعض تنگدل شیعوں کے کہنے پر سلسلہ ملاقات کو قطع نہیں کرتے۔ آپ اس وقت چونکہ تنہا آئے ہیں۔ اس لئے امید نہیں۔ کہ قرآن کے متعلق کچھ کہنے کے لئے آمادہ ہوں۔

کلب علی، اے یہ درست ہے اس وقت میں آپ کے گذشتہ بیان کردہ مقدس جھوٹ کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اور اعلیٰ مدد کہتے ہوئے آپ ثنات کروں گا۔ کہ (اے گناہیست کہ دشمن شائیز کنند) بنگش، آپکو نہ پہلے کسی نے روکا ہے اور نہ اب کوئی روکنے کا ارادہ ہم آپ ہی کی طرح یا آپ کے پیشواؤں کی طرح نہیں کرے۔ عزائم قائم کرتے ہیں، پیدائش آدم صلی اللہ اور ان کے اصطفاء اور اجتبا کا اور خاتمہ کرتے ہیں آدم علیہ السلام کا شیعہ اماموں کے ساتھ حرص و حسد بڑا خطہ ہو کافی حیات القلوب وغیرہ) ہذا شروع کیا جاتا ہے قصہ معراج کا اور ختم کرتے ہیں علی کی خدائی پر (بدلی جز علی بنود آسجا) مجالس المؤمنین) یہ قصہ شروع ہوا ہے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے معجزہ عصا کا، مگر تعریف بیان کی جاتی ہے علی کی، ع۔ رمانندہ موسیٰ از رو ذیل، حملہ حیدری۔

یہ بیان کیا جاتا ہے منجانب خدا ابراہیم خلیل اللہ پر گناہ سجھانے کا ریاکار کوئی بدو و سلا ماعلیٰ ابراہیم) لیکن خدا کی جگہ علیؑ کو تخت نشین کرتے ہیں رمانندہ گل زنا خلیل، حملہ حیدری

میرے دوست کلب علی آپ جس مضمون پر چاہیں طبع آزمائی کیا کریں، مگر شرط یہ ہے کہ جو تہذیبی رکھیں اس کو بہر حال مد نظر رکھتے ہوئے نا احتیاج دوسری جانب رخ نہ کیا کریں۔ آپ ہمارے شہر میں کوچہ بہ کوچہ پھر کر اپنے معلومات کی بنا پر نقشہ تیار کر کے پیش کریں، فی الحال تو میں آپ کو مقدس جھوٹ کا کچھ اور نظارہ دکھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ کے مذہب کے قریب جو یہ یہ سمجھیں کہ ہولا کے جھوٹ کا انتہا بس تیرہ پر ہوا، نہیں نہیں یہاں پرین یا تیرہ کا کوئی دخل نہیں بلکہ میں دعوت سے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ باوجود اپنی بے نصاحتی کے تیرہ تک نام بنام مقدس جھوٹ اور ہر دہر سے جمع کر کے مدون اور قلمبند کر کر سکتا ہوں، اور مجموعی طور پر تیرہ کو ر..... ۱۳ تک میدان مناظر میں لاسکتا ہوں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ بہر حال اب سنئے مقدس جھوٹ کی دوسری قسط۔

(مقدس جھوٹ) عربی سے اردو میں ترجمہ

ازل میں روحوں سے وعدہ میں نے لیا تھا..... یہ ہوا جھوٹ ۱
 اور میں نے ہی ان سے دیافت کیا تھا۔ کہ کیا میں ہزار ارب نہیں ہوں..... یہ ہوا مقدس جھوٹ ۲
 روحوں کو میں نے ہی پیدا کیا ہے..... یہ ہوا جھوٹ ۳
 صومرا فریال کا مالک میں ہوں..... یہ ہوا مقدس جھوٹ ۴
 مردوں کو قبروں سے اٹھانے والا میں ہوں..... یہ ہوا جھوٹ ۵
 موتی کو میں نے دیا سے پار لگایا..... یہ ہوا جھوٹ ۶
 فرعون کو مہمان کے لشکر کے میں نے غرق کر دیا تھا..... یہ ہوا جھوٹ ۷
 دنیا کے بڑے بڑے پہاڑ ہم نے کھڑے کر دیے ہیں..... یہ ہوا جھوٹ ۸
 اور تمام جہان کے دیا ہم نے جاری کر دیے ہیں..... یہ ہوا جھوٹ ۹
 میں وہ نہ ہوں جس سے موت نے ہدایت پائی تھی..... یہ ہوا جھوٹ ۱۰
 اور میں وہ زندہ ہوتی ہوں، جو مرنے والا نہیں..... یہ ہوا جھوٹ ۱۱
 حالانکہ ان سب صفات کی مالک صرف ایک ذات ہے جس کا اسم اعظم (اللہ) ہے، تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۹ ماخوذ از کتاب
 رافضیہ مشارق الانوار الباقین فی کشف عن امیر المؤمنین (اذا قسید اللہ بین الجنة والنار) شیعہ نے حضرت علی کی طرف
 قول منسوب کیا ہے کہ حجت و دوزخ میرے اختیار میں ہیں..... یہ ہوا جھوٹ ۱۲
 کیونکہ حجت کی تقسیم تو پہلے سے حکم خدا ہو چکی ہے (فلان الجنة التي نورث من عبدا).....
 وانا فاروق الاکبر، حالانکہ فاروق اعظم عمر بن خطاب ہیں..... یہ ہوا جھوٹ ۱۳
 کیا قبول شہداء قرآن کے چھپانے والے بھی حق و باطل میں فرق کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں.....
 ولقد اقرت لی جمیع الملائکة والروح والهسل بمثل ما اقر ربه الحمد، اور تحقیق ہماری برتری اور
 بزرگی کا اقرار کیا تمام فرشتوں اور جبریل اور پیغمبران برسل نے جیسا کہ اقرار کیا تھا واسطے حضرت محمد کے (کافی کتاب الحجۃ
 ص ۱۱)،..... یہ ہوا شیعہ امیر کا جھوٹ ۱۴
 اس جھوٹ کا بھی کوئی ٹھکانا، کجا ایک معمولی ولی اور کجا بے سرو پا لاف و گداز، ایسی حالت میں شیعوں کو کیا حق حاصل ہو
 کہ وہ مزار کے دعوے نبوت پر کوئی اعتراض کر سکیں، بہر حال اب میں ایک ایسے پیغمبر کے صبر و تحمل جلال و استقلال کو پیش
 کرتا ہوں حیات القلوب طبع اول باب سی و سوم ص ۱۵ قصہ حضرت جبرئیل.....
 ابن بابویہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتا ہے، کہ خدا تعالیٰ نے جبرئیل کو پیغمبر بنا کر شام کے ایک بت پرست بادشاہ

کی طرف بھیجا، اور اس نے بادشاہ سے کہا کہ میری نصیحت کو قبول کر کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت لائق نہیں۔ اور نہ اس کے سوا دوسرے کو اپنا عاصبت روا سمجھنا۔ اسپر بادشاہ نے جرجیس کو قید خانہ میں بند کر دیا۔ اور لوہے کے تاروں سے مارا کر زخمی کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کے بدن سے گوشت گر گئے پھر اسپر سرکہ ڈال کر سخت بوری ان پر ملتے رہے۔ پھر حکم دیا کہ لوہے کی سلاخوں کو آگ میں گرم کر کے اس کے مجروح بدن کو اسپر داغتے رہے۔ جب دیکھا کہ اتنے غداؤں سے بھی وہ نہیں مرا۔ تو پھر لہجے لہجے کے میخ اس کے مقدس سر میں ٹھونک دئے جن سے اس کے مغز نکل گئے اس کے بعد سیسے کو گلا کر آنحضرت کے بدن پر ڈال دیا۔ اور ہر زندان میں ایک لوہے کا ستون یعنی کھب تھا، جو اٹھارہ آدمی اس کو نہ اٹھا سکے، حکم دیا کہ اس کو اس کے مبارک پیٹ پر رکھا جائے جب رات کا اندھیرا ہوا۔ نورات کو قیدیوں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ آیا۔ اور جرجیس پیغمبر کو کہنے لگا۔ کہ خدا تمہارے فرما ہے صبر کرو، خوشدل رہو، اور مت ڈر کہ خدا آپ کے ساتھ ہے.... دیکھ اہلب علی آپ کے شیعہ مولائے، قرآن کے احکام کو جاری نہیں کیا، رسول کی سنتوں کی اصلاح نہ کی، اصحاب ثلاثہ کے غلط فیصلوں کی اصلاح نہ کی، عورتیں جو لوگوں نے جبراً روک رکھی تھیں ان کو ویسا ہی رونا کاری میں مبتلا چھوڑا۔ شراب از قہم بنید کے پینے کو بند نہ کیا۔ اشیئہ کی ہنیری خرابیوں اور برائیوں اور نئی نئی بدعتوں کا رواج جو امت میں ہوا تھا۔ کبھی چیز کی اصلاح نہ کی، حالانکہ کوہ کعبہ کے تختے سلطنت پر بڑے کروفر کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔ ان تمام امور کے متعلق اس کا یہ غدر کسی قدر خفہ آفرین ہے اگر میں ان امور میں اصلاح چاہوں، تو مجھے سے میرا لشکر جدا ہو کر ہم کو اکیلا چھوڑ دے، صرف راجدھانی کی خاطر نہ خدا کے حکموں کا کوئی لحاظ نہ کیا۔ اور نہ رسول کا حق خلافت و نبابت ادا کیا، واہ واہ وہی رسول اللہ واہ واہ ملاحظہ ہو رکافی کتاب الروضہ ۲۹) اس پر بھی دعوے یہ کہ میں تمام انبیاء و مسلمین سے افضل ہوں،

اب دوسرے روز کے مظالم ملاحظہ ہوں، جب صبح ہوئی تو اس ظالم اور شرک بادشاہ نے جرجیس پیغمبر کے پیٹ اوپر پیٹ کر کئی دھن بید اور نازیانے مار مار کر دوبارہ زندان کو بھیج دیا۔ اور قاسم غداہ اس کو دیتے رہے، اور حکم دیا کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کوئٹہ میں ڈالا جائے اس کے بعد بادشاہ شراب کباب اور اپنے عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ اسی اثنا میں بڑے زور سے ہوا چلنے اور بجلی چمکنے لگی۔ ہر طرف اندھیرا ہوا۔ زمین اور پہاڑ ہلنے لگے۔ پس میکائیل کو خدا کا حکم ہوا۔ اور وہ آکر کہنے لگا اٹھ اے جرجیس حکم و قوت خدا پس جرجیس زندہ ہوا۔ اور میکائیل نے کوئٹہ سے نکال کر بڑے بڑے ثواب اور اجر کی بشارت دی۔ اور جرجیس نے اسی وقت پھر بادشاہ کے پاس جا کر کہا کہ خدا نے مجھے تیری ہدایت کے لئے مامور فرمایا ہے۔ اس پر بادشاہ کا سپہ سالار مہر چارنرا آدھیوں کے ایمان لایا۔ لیکن بادشاہ نے سب کو تہ تیغ کیا۔ راب بادشاہ کے متیسرے دن کا ظلم سنئے، اس ظالم نے حکم دیا جب پترانے کا ایک لہا چڑا تختہ بنا کر اس کو آگ میں گرم کر دیا جب آگ کی طرح لال ہوا تو جرجیس علیہ السلام کو اس پر لٹایا۔ پھر سیسے کو گلا کر اس کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد لوہے کی میخیں اس کی دونوں آنکھوں اور سر میں ٹھونک دیں۔ پھر میخوں کو نکال کر ان کے سوراخوں میں وہی گلا ہوا سیسہ ڈال دیا۔ جب دیکھا کہ اس پر بھی

نہیں مرا۔ پھر تو اس کو اٹھا کر ایک بڑی آگ میں ڈال کر رکھ دیا۔ اور باہر بھینک کر ہوا میں اڑایا، اس پوٹیکائل نے حسب احکم خدا نازل ہو کر آواز دی جس پر جبرئیل دوبارہ زندہ ہو کر بادشاہ کے پاس سہ کر لوٹ کر آیا..... کلب علی اس خدا کے خدائی کو بھی دیکھ، اور اپنے امیر کے مولائی کو بھی دیکھ اور جو بوٹ بنائیں اس کی تعلی اور بڑائی کو بھی دیکھ نام سے تو ہے (علیہا علی کل شیء قدیر) اور کام کے لحاظ سے کچھ، ملاحظہ ہو مجالس المؤمنین ص ۳۲۷

حضرت امیررا مخدول مقہور و از منصب خلافت معزول و دور ساختند، اور حیات القلوب جلد دوم اور اس کے ساتھ جلاء العیون اور نیز احتجاج بطبری وغیرہ کے الفاظ جو حضرت فاطمہ رضی کی زبانی اپنے شوہر امیر صاحب کو استعمال ہوئے ہیں، ہر مثل جنین در پردہ رحم، پردہ نشین شدہ وغیرہ جن کا اردو ترجمہ مدرستہ الواعظین لکھنؤ سے دریافت کر لیں،

اب ظالم بادشاہ کے چوتھے دن کے مظالم ملاحظہ ہوں، بادشاہ کا دوبار عام لگا ہوا تھا۔ حضرت جبرئیل پیغام الہی پہنچانے کیلئے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا جسکی تعمیل میں دو شہتیروں کے درمیان اس برگزیدہ بندہ خدا کو باندھ کر اس کے بعد آگ سے اس کو دو ٹکڑے کر ڈالا، بعدہ ایک بڑی دیگ کو لایا۔ اس میں تار کی گندھک اور سیسہ ڈال کر آگ پر چڑھایا۔ پھر اس نیرنگار کو اس میں ڈال دیا اور اس کے نیچے آگ جلاتے رہے یہاں تک کہ اس کے ساتھ دل مل کر ایک ہو گیا۔ اس کے بعد زمین پر تائی آگئی پھر تو حکم خدا اسرافیل نے نازل ہو کر ایک نعرہ مارا جس سے سارے حاضرین بیہوش ہو کر دیگ بھی سرنگوں ہوا۔ اور کہا اٹھ جبرئیل باذن خدا جیسرہ پھر زندہ ہوا۔ اور بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر بدستور تبلیغ حکم خدا کرتا رہا۔ اس واقعہ سے لوگ حیران ہو کر تعجب کرنے لگے۔ اس پر ایک عورت نے کہا اے خدا کے نیک بندے میری ایک گائے تھی جس کے دودھ پر میں گذرہ کرتی تھی وہ مگرئی ہے۔ آپ دوا کیجئے کہ وہ زندہ ہو جائے۔ جبرئیل نبی نے اپنا عصا دیکر اس کو سمجھایا کہ اس کو لے جا کر اپنی گائے پر رکھ کر دو کہ جبرئیل کہتا ہے کہ آپ اٹھیں باذن خدا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اس پر وہ گائے زندہ ہو گئی، اور عورت اس پر ایمان لائی بادشاہ نے عجب یہ ماجرا دیکھا تو مصمم ارادہ کیا کہ جب تک اس جاوہر کو قتل نہ کر لوں، رقتہ رقتہ میری قوم کو تباہ کر دیگا۔ آخر کار تمام قوم نے اس کو مار ڈالنے پر اتفاق کیا اور اس کے سر کاٹنے کے لئے باہر میدان میں لے گئے۔ اس وقت جبرئیل نے خدا سے دعا و التماس کی۔ خداوند اگر میرے بعد آپ اس قوم کو تباہ کرنا چاہیں تو میرے اس صبر کو آنے والی خلقت کے لئے ایک نمونہ سابق و عبرت بنا۔ تاکہ وہ بھی اپنی تکلیفوں پر صبر کیا کریں۔ اس کے بعد اس مصمم کی گردن مار کر شہید کر ڈالا۔ جب لوگ لوٹ کر اپنے گھروں کو واپس آئے۔ تو سب کے سب یکدم غداپ الہی سے ہلاک ہوئے ریاں تک ختم ہوا قصہ جبرئیل علیہ السلام کا۔

اب آئیے کلب علی موازنہ کیجئے اپنے مولا منشا کا اس بندہ خدا کے ساتھ آپ کے مجتہد اپنے اماں سے نقل کر رہے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی سے رحبت نہ کرنے پر عثمان خطاب آیا۔ اور علی رضی کے دروازہ کو آگ لگا کر حکم دیا کہ اگر خلیفہ وقت کے برخلاف یہاں کوئی مشورہ کی مجلس ہوئی۔ تو میں تمام گھر کو جلا دوں گا۔ پھر تو کانوں پر ہاتھ رکھ کر عمر بھر تک

انتظامی

بلسلا اشاعت گذشتہ
(اذ خیاب مومن مسیحی)

فضائل علماء چونکہ علماء کرام کا ذکر گذشتہ اشاعت میں کیا گیا ہے اور آج کل لوگ علماء کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ قرآن و احادیث سے ان کے چند فضائل بیان کر دوں تاکہ مومنین کے لئے باعث ازادیا و محبت ہو اور ساتھ ہی ایران پر کھنے کے لئے کسٹوں کا کام دے سکیں۔ یعنی جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ میرا ایمان کامل ہے۔ یا نہیں وہ دیکھ سکے۔ اگر وہ ان کو ماننے کو تیار ہے تو مومن ورنہ نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے پاس میری حدیث پہنچے اور وہ اسے جھٹلائے انکار کرے نہ مانے یا عمل نہ کرے تو اس نے اللہ اور رسول اور حدیث بیان کرنے والے تینوں کو جھٹلایا۔ نتیجہ ظاہر ہے فضائل علماء میں خداوند جل و علا فرماتے ہیں۔

(۱) اتما یحشی اللہ من عبادۃ العلم و سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں۔ علماء پر علم کرنے والو سنو خداوند جل و علا کی صفائی پیش کر رہے ہیں کہ دوسرے بندوں کی نسبت علماء مجھ سے زیادہ ڈرتے ہیں بلکہ نسبت کا لفظ بھی یہاں غلط ہے مطلب یہ ہے کہ علماء ہی ڈرتے ہیں۔ نتیجہ کیا ہے جو ڈرے گا۔ کیا وہ اطاعت نہ کرے گا۔

(۲) فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اگر تمہیں کسی مسئلہ سے لاعلمی ہو تو اہل ذکر یعنی علماء سے پوچھو علماء کو محکم کا مرتبہ دے کر لوگوں کو ان کا دست نگر کر دیا۔

بقیۃ کلمہ حق منہ سے نہ نکال سکا۔ تقیہ کا جمال پھیلا کر درپردہ ان کو فرعون، ہامان اور قارون کہتے رہے۔ لکن بظاہر کیا جمال کہ دم مار سکے۔ بلکہ ان کی ذہانت کے بعد بھی جب خود خلیفہ بن کر حکمران ہوا۔ تب بھی وہی پہلے والا خوف اس قدر دل میں جاگزین تھا۔ کہ مرتے دم تک کلمہ حق زبان پر نہ لاسکا۔ (پھر بھی وصی رسول اللہ خلیفہ بلا فصل، مامورین اللہ بہتر اور انبیاء معصوم، از جہد خطا۔) (شاہ مردان شیرین زوال فوت پروردگار)

آخر اس قدر بے جالافت و کذرات سے کیا حاصل، رچہ حاجت کہ نہ کسٹیں آسمان لا بنی زیر پائے قزل ارسلان، کیا کوئی ولی بھی کسی نبی کے برابر ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں۔ اور یہ یاد رہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ تمام روایات حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اترا گئی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور خلیفہ چہارم کی زبان پاک سے ایسے کلمات نہیں نکل سکتے۔

۱۳) حل یتلوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کیا جاہل اور عالم برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں، علماء کو ذیل سمجھنے والو خدا تعالیٰ کے حکم پر غور کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(۱) عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے اونے آدمی پر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اونے اصحابی پر قیاس کرو۔ وہ فضیلت عالم کو عابد پر ہے۔ اور عابد عام لوگوں سے یقیناً افضل ہے۔ غور کرو کہ عالم کی فضیلت کتنا قدر ہے اور تم کس قدر ذلیل سمجھ رہے ہو کچھ تو عقل سے کام لو۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ایک کتا تھا دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا۔ ہمیشہ ورنے شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شاید اسی کی برکت سے تو رزق دیا جاتا ہے۔ سن لو ارشاد نبوی علماء کی برکت سے رزق ملتا ہے، پیشوں سے نہیں۔

(۳) فرمایا، علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(۴) فرشتے طالب علم کے رستے میں اپنے پیچھا تلے ہیں اور وہ ان پر چلتا ہے۔

(۵) فرمایا عالم کے لئے تمام مخلوق بحر و بر منفعت مانگتی ہے (تمہارے وطن سے ان کا کیا بگڑتا ہے۔)

(۶) فرمایا نین شخص ہیں جن کا استخفاف نہیں کرتے (ذیل نہیں سمجھتے) مگر منافق۔ اور وہ یہ ہیں، بڑھا مسلم، عالم، اور امام عادل۔ علماء کی توہین کرنے والو۔ دربار رسالت سے منافق ہونے کا فتوے مبارک ہو۔

(۷) فرمایا مثال عالم کی دنیا میں مثل ستاروں کی ہے آسمانوں میں جن سے خشکی اور تری کی تاریکی میں رستہ معلوم کیا جاتا ہے اور جب ستارے چھپ جائیں۔ تو رستہ بھول جاتا ہے۔ علماء کو مٹانے والو! اسن لو علماء کے مٹ جانے پر ہدایت کا رستہ گم ہو جائے گا۔

(۸) فرمایا جو شخص طلب علم میں نکلے وہ اللہ کے رستے میں ہے حتیٰ کہ لوٹ آئے۔ یعنی وہ مجاہد ہے۔ علماء کی گوشہ نشینی پر اعتراض کرنے والو سن لو حضور صلی اللہ علیہ وسلم طالب علم کو مجاہد فرما رہے ہیں اور فوجی پریڈ کے لئے باہر نکلنے کا حکم نہیں دے رہے۔

(۹) فرمایا جس وقت تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو۔ تو خوب چرو صحابہ نے عرض کی جنت کے باغ کون سے ہیں۔ فرمایا علماء کی مجلس۔ علماء سے نفرت کرنے والو! سن لو تم علماء سے نفرت نہیں کرتے بلکہ باغ جنت سے نفرت کر رہے ہو مبارک ہو۔

(۱۰) فرمایا اللہ تعالیٰ عالم کو اس طرح قبض نہیں کریں گے۔ جیسے کوئی چیز نکال لی جاتی ہے۔ بلکہ علماء کو قبض کے علم قبض کریں گے حتیٰ کہ جب کہ کوئی عالم نہیں رہے گا۔ لوگ جہاں کو سردار بنائیں گے۔ ان سے مسئلے پوچھیں گے۔ پس وہ بغیر علم نترے دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسرے بھی گمراہ کریں گے۔ علماء کو مٹانے والو! سن لو تم کیا کر رہے ہو۔ علماء کا شکار گمراہی کا باعث ہو گا

تم جہاں کے کہنے پر چل رہے ہو۔ ان کے حکم اور فتوے کو ماننے پر لیکن علماء کے حکم کو جو خدا اور رسول کا حکم ہے۔ نہیں مانتے یا درکھو جو شخص دین کا عالم نہیں خواہ اسکے پاس کس قدر سندیں ہوں۔ ولایت سے ہوا یا ہو۔ وہ شرعاً جاہل ہوگا۔ عالم وہی ہوگا جس کے پاس علم دین ہو۔ اور کسی دینی مدرسہ کا سند یافتہ ہو۔ ریاضی و فلسفہ کی علانگی سے قرآن و حدیث نہیں آسکتے۔ فضائل علماء میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ لیکن میں اپنی پراکتفا کرتا ہوں ان کو دیکھو اور غور کرو۔ کہ خدا اور رسول کے نزدیک علماء کی کیا قدر ہے اور تم کیا کر رہے ہو علماء تمہیں اسلام سکھانے ہیں۔ پیدا ہونے وقت بیاہ شادی کے وقت مرنے وقت ہمیشہ تمہیں ان کی ضرورت رہتی ہے ان کے سوا تمہارا کوئی دینی کام چل نہیں سکتا۔ پھر تم اتنے احسان فرماؤش ہو کہ انہیں کشتی اور گردن زدنی بنا رہے ہو۔ اے لکھو و لمانفعلون

اب رہا یہ سوال کہ اس جہاں کے علماء میں جمود بہت زیادہ ہے اور وہ اپنا وقار کھو چکے ہیں اس علمائے جمود کی وجہ کا مجرم کون ہے، اور کس حد تک آؤ دیکھیں۔

آج کل علم دین سے بے رغبتی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ ہر شخص اپنے بچوں کو پہلے دن سے انگریزی تعلیم دینا شروع کرتا ہے اور اسے فخر بتاتا ہے کہ اس کا تین سالہ بچہ کیٹ ریٹ وغیرہ کر رہا ہوتا ہے اور جتنی وہ پانچ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو سکول میں داخل کر دیا جاتا ہے جہاں دینیات کی تعلیم کا نام تک نہیں ہوتا۔ اسی ماحول میں سکول سے کالج میں جاتا ہے اور کالج سے ولایت جا کر علامہ ہو کر واپس آتا ہے، اور پہلا حملہ اس کا قرآن و حدیث پر ہوتا ہے اور دعوے یہ ہوتا ہے کہ اور کوئی قرآن و حدیث کو نہیں سمجھا۔ اگر سمجھا ہوں تو فلسفہ اور ریاضی کی ڈگریاں حاصل کر کے میں ہی سمجھا ہوں۔ کسی بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ دنیا میں مظلوم کتب کون سی ہے۔ فرمایا قرآن مجید سائل نے حیران ہو کر پوچھا کیوں فرمایا ہر انگریزی خوان خواہ وہ قرآن مجید ناظر ہو بھی نہ پڑھ سکتا ہو۔ ڈگری حاصل کرنے کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ میں قرآن کا بھی عالم ہو گیا ہوں۔ اور علماء کچھ نہیں جانتے، اور قرآن پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہاں ناظرین کی عبرت کے لئے دو واقعات بیان کرتا ہوں۔

۱۔ گذشتہ سال کا ذکر سے میر ملت قبلہ عالم مدظلہ علی پوری کی مجلس میں ایک پانچ چھ سالہ بچے سے کہا گیا کہ انگریزی نظم سناؤ۔ اس نے کئی نظمیں اڑ پر پڑھ دیں، قبلہ عالم نے فرمایا، بیٹا کلمہ شریف تو پڑھو۔ بچہ خاموش ہو گیا۔ یہ حالت ہے ایک اچھے خاندان کے مسلمان بچے کی۔

(۲) بمبئی کے ایک سوداگر کے پاس ایک مولوی صاحب بیٹھے تھے، سوداگر نے سود کا مسئلہ پوچھا، مولوی صاحب نے کہا سود حرام ہے، اس نے توجہ میں شروع کر دیں۔ مولوی صاحب نے کہا افسوس میں نے ۲۰ سال تعلیم میں اور ۲۰ سال تدریس میں ناخ صانع کئے۔ مجھے علم کے حصول کا ذریعہ معلوم ہوتا تو چڑھے کی دکان کھول لیتا، اور قرآن و حدیث کا ماہر و عالم بن جاتا۔ یہ حالت صرف اس سوداگر پر ہی نہیں۔ بلکہ عام طور پر یہی دیکھا جاتا ہے کہ معمولی تعلیم یافتہ دینی مسائل پر بحث

کرتے پائے جاتے ہیں۔

میں یہ بیان کر رہا تھا۔ کہ سب لوگ بچوں کو سکولوں میں داخل کر دیتے ہیں۔ کیا کوئی شخص ہے جسے اپنا لائق بیٹا کسی دینی مدرسہ میں مثلاً مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں رحمان مفت تعلیم ہوتی ہے، نعمانیہ لاہور، حزب الانصار بھمبرہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور، وغیرہ تعلیم دینی کی غرض سے بھیجا ہو۔ ہرگز نہیں، وہاں جا کر کون تعلیم حاصل کرتے ہیں،

یہی غریب، فاقہ کش اونٹنوں کے لوگ، کیا آپ ان سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ آپ کے خاطر خواہ قائدین سکیں اپنے امام بننا آپ کا فرض ہے اس کی صورت یہ ہے اہل محلہ اپنے امام مسجد کو اپنے خرچ پر تعلیم دینی کے لئے بھیجیں یا کسی ہونہار بچے کی تعلیم کا انتظام کریں۔ وہ علم حاصل کر کے آئے تو اس کو علم دین کے لئے وقف کریں۔ اس کی ضروریات کے کفیل ہو جائیں وہ امام ہے امیر ہے اس پر قوم کی ذمہ داری کا بوجھ ہے۔ قوم کے بچوں کو تعلیم دینا، مذہبی اور دنیوی کاموں میں حصہ لینا، قوم کی قیادت اس کا کام ہے ان کی موجودگی میں وہ اپنی روزی کیسے کما سکتا ہے۔ قوم کو اپنے امام سے اس قدر بے اعتنائی برتتے ہوئے اماموں سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ غضب خدا کا وہ لوگ فاقہ کشی کر کے خفیت کر کے مصیبتیں اٹھا کر حتی المقدور علم دین حاصل کریں۔ اور قوم کو اسلام سکھائیں اور برے اعمال سے روکیں۔ اور بلا امید نیکی کریں۔ لیکن قوم ان کے مذہب کو غلط قرار دے انہیں کشتی اور گردن زدنی بنائے۔ اسلام سے بے خبر! غور تو کرو کیا تم انہیں تنخواہیں دے رہے ہو۔ ان کی خدمت کر رہے ہو۔ کیا وہ تمہارے مفت کے نوکر ہیں۔ کہ تمہارے اشاروں پر چلیں۔ اور تمہاری مرضی کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔ اس کا ایک ہی علاج ہے۔ ان کی عزت کرو۔ اور انہیں محسوس کرا دو کہ تم ان کے ماتحت ہو۔ وہ تمہارے امیر ہیں۔ ان کے خیالات بلند کرو۔ پھر دیکھو کہ وہ صحیح قائد ہوتے ہیں یا نہیں۔ تم نے ان کو غلام بنا رکھا ہے ان سے غلامانہ سلوک کرتے ہو۔ اور پھر اعتراض یہ کہ وہ قیادت نہیں کرتے، عجیب بات ہے، یاد رکھو وہ امیر ہیں تمہارے ان کی اطاعت واجب وہ حاکم ہیں تم محکوم، وہ عند اللہ عزت والے ہیں۔ تم ذلیل جب تک ان کو اپنے مرتبے پر نہ سمجھو گے ان کی قابل قدر عزت نہ کرو گے تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خواہ تم لاکھوں پریڈیں کرو، فوجی تنظیمیں کرو۔ مولوی کا مذہب غلط کہو، یاد رکھو مذہب مولوی کا نہیں اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ مولوی تو ایک خادم اسلام ہے اسلام کی حفاظت کر رہا ہے۔ اور اس کو صلہ یہ دیا جا رہا ہے کہ مولوی گردن زدنی ہے اس کو مٹا دو۔ یاد رہے مولوی کو مٹانا اسلام کو مٹانا ہے (حدیث شاہ)

تمہارا سلوک اماموں کے ساتھ کیا ہے۔ اپنی خواہشات کے پیچھے بڑے علماء کو ذلیل کر رہے ہو۔ تم نے ان کی عزت چھوڑ دی، در بدر پھرایا بھیک مانگنے پر مجبور کیا۔ ایک ایک پیسہ کا محتاج کر دیا۔ جیت ہے تم پر اور تمہارے دعویٰ اسلام پر۔ امام تمہارا امیر ہے اور قائد ہے اور تم نے اسے اونٹنوں کی خدمتیں سپرد کر رکھی ہیں۔ اپنا ذلیل ترین غلام سمجھاؤا ہے

اس کی عزت نہیں کرتے وہ ہمتیں نماز پڑھتا ہے لیکن تم اس سے ناراض ہو کہ ہمارا انتظار نہیں کیا۔ اور نماز پڑھا دی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے جلدی نماز نہیں پڑھتا ہمیں دیر ہو جاتی ہے کام پر جانا ہوتا ہے۔ یاد رکھو امام تمہارا تابع نہیں تم امام کے تابع ہو وہ وقت کو بہتر جانتا ہے۔ تم نے جو کام اس کے سپرد کر رکھے ہیں۔ ان سے اسے ربائی دواور اس سے قیادت کا کام لو۔ پھر دیکھو وہ قائد بنتا ہے یا نہیں۔

مضمون کافی لمبا ہو گیا۔ اسے مختصر کرنا ہوں اور خلاصہ طلب بیان کرنا ہوں۔

خلاصہ مطلب اسلامی تنظیم منظم مساجد ہے اماموں کی عزت کرو ان کی خدمت کرو۔ ان کی ضروریات کے کفیل ہو جاؤ۔ اور انہیں موقعہ دو کہ بیش از بیش خدمت اسلام کر سکیں۔ ضروریات زندگی سے بے فکر ہو کر پورے انماک سے دین کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ سنا ہو گا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو سامان تجارت لے کر بازار میں نکلے صحابہ نے روکا تو فرمایا کھاؤ کہ ہاں سے صحابہ کرام نے عرض کی آپ کے سر پر خلافت کا بوجھ ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے یہ کام کرنا مشکل ہے۔ بیت المال سے آپ کا وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے بیت المال سے اپنے خرچ کے مطابق وظیفہ لے کر اپنی پوری توجہ امور خلافت کی طرف دیدی اور وہ وقت جو تجارت میں گذرتا ہے بھی کاروبار خلافت میں لگا دیا۔ اسی طرح سے امام بھی امیر ہیں۔ ان کی ضروریات کا پورا کرنا اہل محلہ کے ذمہ ہے۔ جب ان کی ضروریات پوری ہو جائیگی۔ تو وہ زیادہ کام کر سکیں گے۔ اور قوم کی قیادت بوجہ احسن کر سکیں گے۔

اعتراض علماء پر ایک اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ علماء حجروں سے باہر نہیں نکلتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث نبیؐ میں طالب علم کو مجاہد کا درجہ دیا گیا ہے وہ تبلیغ دین کے جہاد میں مصروف ہیں اور اس کیلئے حجروں میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ وَيُؤْمِنُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ، تم میں ایک گروہ دینی کی طرف بلانے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہونا چاہئے۔ اور وہی
فلاح پانے والے ہیں۔ خداوند کریم نے ایک گروہ فرمایا۔ سب امت نہیں فرمایا۔ اور ان کے ذمہ کام بھی لگا دیا جب
خداوند جل و علا نے علماء کے فرائض مقرر کر دیے ہیں۔ تو بندہ اعتراض کرنے والا کون۔

صحابہ کرام کے زمانہ میں سب لوگ دونوں کام کرتے تھے۔ لیکن بعد میں جب فتنوں کا دروازہ کھلا۔ اور عالم صحابہ
شہید ہوئے۔ تو کوفہ، بغداد، مکہ شریف، مدینہ شریف وغیرہ میں بڑے وسیع سیماؤں پر مکتب مقرر ہوئے۔ اور علوم
کے مرکز قرار پائے۔ حکومت کے کاروبار اور جہاد کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ رہا۔ اور نشاۃِ ایزدی جیسا کہ آیت مذکورہ میں
ہے پورا ہو گیا، ان کا وقار یہ تھا کہ حکومت ان سے ڈرتی تھی۔ اور وہ حکومت کے آگے سر جھکانے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔
شہزادوں کو گھر پر جاکر پڑھانے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ اور سبق نہ آنے پر بے تحاشا پیٹتے تھے۔ اور خلفاء کے سامنے

بے خوف مسئلہ بیان کر دیتے تھے۔

ان علماء نے حجر نشینی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ جواب تک جاری ہے اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ علماء کو حجروں سے نکال کر سیاسی پلیٹ فارموں پر لایا جائے۔ تاکہ وہ اب دینی خدمات کو چھوڑ کر دنیاوی کوششوں میں لگ جائیں۔ اور ان کا رہنمائی و قیادت مٹ جائے۔ اور اسلام کا نام بھی دنیا میں باقی نہ رہے لیکن ان دشمنان اسلام کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام نہ پہلے مٹا ہے اور نہ ٹھیکہ۔ اسلام قیامت تک قائم رہیگا۔ البتہ نام کے مسلمان ضرور مٹ جائیگے۔ اور خدمت اسلام کے لئے خداوند کریم کوئی اور قوم پیدا کر دے گا۔ جو ان نام کے مرہماتوں کو مٹا کر رکھ دینگے۔ اور اسلام کا بول بالا کر دینگے۔

یاد رکھو کہ اگر حقیقی تنظیم چاہتے ہو۔ تو علماء کا وقار قائم کرو۔ ان کو اپنا امیر بناؤ۔ ایمان حاصل کرو۔ اور اسپر قائم ہو اور تمام نئی باتوں سے بچو، جو آج کل پیدا ہو رہی ہیں۔ اور اسلام کو مٹانا چاہتی ہیں۔

من آنچه شرط بلایع است باتوئے گویم تو خواہ پندز سختم گیر و خواہ ملال

۱۹۳۹ء

”الاصلاح“ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا ہے کہ مولانا مولوی محمد اکبر علی صاحب

ہیں۔ یہیں مولانا ممدوح کے صاحبزادہ مولوی غلام جیلانی صاحب کا مراسلہ وصول ہوا جس میں صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہیں:-

”یہ سراسر غلط اور متنبان ناحش ہے ہم شہر ترقی کے عقائد کفریہ پر لغت بھیجتے ہیں۔ نہ اس تحریک میں شامل ہوتے ہیں۔ اور نہ

ہی کسی کو اس میں شمولیت کی اجازت دی ہے۔ ایسے متحدہ کو امیر بنانا شرعاً جائز نہیں۔ اس مرتج کذب بیانی کی توقع۔ ایسے

ملحد کے چیلوں سے ہی ہو سکتی ہے۔ غلام جیلانی تقیم خود۔“

حزب الانصار کے معاونین میں سے مولانا محمد فخر الزمان صاحب سجادہ نشین کوٹ چاند نہ ضلع

سیالوالی سالار اعظم جیش افواج محمدی اور خواجہ محمد منظور صاحب مہنتہ بھیروی مورخہ ۴ جنوری کو

رحمانی جہاز پر سوار ہو کر حجاز روانہ ہو گئے ہیں۔ اللہ کریم ان کو مقاصد پیور میں کامیاب و فائز المرام فرمائے۔ اور بخیریت وطن میں واپس

لائے۔ آمین

سالار اعظم کی واپسی تک نائب سالاران کے فرائض انجام دینگے۔ رضا کاران اسلام کی تعداد

دو ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے۔ ضلع سیالوالی کے ہر تہذیبیہ میں اسکی شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔

فوج محمدی

شمن و الضحیٰ شان سے

(از جناب سید محمد ریاض الدین حبنا احمق)

ایک روئے والے شعلے کل کائنات
جس نے دیکھا تیرے چہرے کو مسلمان ہو گیا
لفظ کن سے دست قدرت نے جلیب کبریا
اس قدر ہے خالق اکبر کو تیرے ساتھ پیار
گنت لکڑا خفیا فوراً ہی پہچانا گیا
فخر آدم کیوں نہ ہو محبوب حق تیرا وجود
وہ تو تھی تیری ہی توت بازو سے محمود میں
پائی جاتی تھی تیری باتوں میں کچھ ایسی مٹھاس
جیکے منہ میں اک دفعہ بھی پڑ گیا تیرا لعاب
یاد حق سے کی نہ غفلت تو نے چنداں اختیار
ذکر تیرا ہے تیرے ہمراہ کے حق میں علاج
زندگی میں تو نے لہرایا علم توحید کا
حضرت صدیق اکبرؓ و عثمانؓ و علیؓ
نگہی کاٹی دم تحریر طوبے کا قلم

گیسوئے والیل سے تیرے اترائی سے رات
تیرے حسنِ لم یزل کی اس طرح نکلی زکوت
کر دیا قائم تیری خاطر نظام شش جہات
مانی جانگی تیری محشر کے دن ہر ایک بات
عالم ظاہر میں دکھائی گئی جب تیری ذات
بخشیدیں تجھ کو خدا نے سب رسولوں کی صفات
جس نے فوراً زور ایمان سے کیا سر سومات
لوگ منہ کو پھیر لیتے دیکھ کر قند و نبات
اُس نے ٹکڑے کر دیا پیمانہٴ اسجیات
دشمنوں سے جنگ میں بھی تھا تو پابندِ صلوات
وہ نہیں کرتا کسی سے التجائے ادویات
دین کا پہلو لئے ثابت ہوئی تیری مہمات
تھے تیری خدمت میں چاروں چشمِ کم وقت فوات
حشمت کوثر سے یہ لبریز ہے میری دوات

الفت شمس الضحیٰ کر دل میں پیدا لے یاقین

حشر میں پیشِ خدا ہو جائیگی تیری نجات

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمدؐ وآلہ واصحابہ اجمعین آمین ۛ

رحمن حضرت کی معیادِ ضرمداری اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو گئی ہے۔ وہ اپنا چہرہ بذریعہ بی آڈیو رسالہ فرمائیں۔
وی پی کا سٹم مندر کر دیا گیا ہے، منیجر

عدل امیر المومنین ابام الملتقین فضل النختمین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

قوله حضرت عثمان کو قوت فیصلہ تو مطلق تھی ہی نہیں۔ ہر امر میں مشیعل طوط خلط غالب کے ہو جاتے تھے دیکھو تاریخ خلفائے کرام ص ۱۳۱ **اقول**، ایسے لوگوں کی تحریر قابل احتجاج نہیں۔ اور نہ اس عبادت کا صفحہ معمولہ میں کہیں پتہ۔ علاوہ اسکے جب باتفاق اہل سنت حضرت ذی النورین اکابر مجتہدین سے ہیں کماتر ماسی صورت میں اس قسم کے خرافات استعمال کرنا مکمل خبث ہے **قوله** آپ نے بیت المال کا خزانہ کل اپنے اقربا پر تقسیم کر دیا۔ دیکھو تاریخ خلفاء کرام ص ۱۳۲ **اقول** محض دروغ بے فروغ ہے کوئی پوچھے تو سہی کہ کل بیت المال جب آپ کے اقربا پر ہی تقسیم ہو جاتا تھا۔ پھر اس قدر فوجی اخراجات کہاں سے آتے تھے۔ اور یہ عوامی فتوحات کیسے ہوتے رہے اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمائیے کہ جناب امیر جو اپنے اعزہ و اقربا کو حفظ و آرد بھی بقدر گذارہ دیتے رہے چنانچہ واقعہ حضرت عقیل سے ظاہر ہے اور بیت المال سے رتی بھر ادھر ادھر ہونے نہ دیا۔ سو آپ نے اسلامی فتوحات کو کتنی ترقی دی۔ اور کون کون ملک فتح کیا بشل مشہور ہے سپٹ بھرے پیٹھ لادئے۔ آخر حضرت علی کی کفایت اندیشی کا یہی نتیجہ ہوا۔ کہ اپنے لوگ بھی آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ جب حضرت عقیل ایسے تنگ اگر حضرت معاویہ سے جا ملے تو اوروں کا کیا تذکرہ۔ مزہ تفصیل تحفہ وغیرہ میں دیکھو۔ اور تاریخ خلفاء کرام کا حوالہ مقابلہ اہل سنت بے سود ہے۔ **قوله** ہر مزان کو عبد اللہ بن عمر نے قتل کیا تھا۔ جب ہر مزان کے ورثانے آپ کی عدالت میں مقدمہ رجوع کیا۔ تو آپ نے باوجود ثبوت جرم سپاس خاطر عبد اللہ کو رہا فرمایا۔ اور بیت المال سے دوا دی۔ **اقول** اہل یوں ہے کہ ہر مزان بادشاہ امواز تھا۔ جب بادشاہان فارس وغیرہ مغلوب ہوئے۔ اور ان میں مسلمانوں سے متفاوت کا حوصلہ باقی نہیں رہا۔ تو یہ سکار بھیلہ و غریب خدمت فاروقی میں حاضر ہو کر مسلمان بن گیا۔ مگر خلیفہ وقت کی سادگی و کجیو رکہ وضع سلاطین کے مخالف ہے نہ ان کا کوئی دربان ہے نہ محافظ۔ تنہا بازار وغیرہ میں پھرتے چلتے ہیں، افسوس کرنے لگا۔ کہ ایسے شخص کا قتل کر ڈانا جب کو اپنی حفاظت کی کوئی فکر نہ ہو کیا دشوار ہے۔ سلاطین فارس بڑے غافل ہیں کہ اسکی کچھ فکر نہیں کرتے۔ آخر اس کجخت نے ابو لولو وغیرہ چند کفار کو جو اس وقت مدینہ میں مملوک اہل اسلام تھے اپنا ہمارا زینق بنایا۔ اور ابو لولو نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو نماز صبح میں شہید کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ساری سازشیں حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گئی تھیں۔ آپ نے ہر مزان کو مار ڈالا۔ اور جب صحابہ کرام میں درباب قصاص ابن عمر گشتگو ہونے لگی۔ تو ابن عمر نے گواہ وغیرہ سے ثبات کر دیا۔ جسکی تفصیل تحفہ منجی

لے اس پر بھی جناب امیر کی کبھی دال نہ لگی۔ اور نہ کبھی آپ کوئی کوئی کی جرأت ہوئی۔ تھیکہ کہ بھی نہ چھوڑا۔ اب آپ کی اس مخالفت کو خواہ۔

کہ ہر جان ہی نے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور یہ سازش قتل میں شریک بلکہ وہی اس کا بانی مبنی تھا۔ تب قصہ رفت و گذشت ہو گیا اور یہی امام مالک و شافعی و اکثر ائمہ مجتہدین کا مذہب ہے کہ قتل سے بھی قصاص لینا چاہیے۔ پس اگر حضرت ابن عمر نے ہر جان سے اپنے باپ کا بدلہ لیا۔ تو لازم کی کیا بات ہے، علاوہ اس کے تو سہم و توبعدی وغیرہ برسرِ پغاش تھے۔ کہ ابن عمر سے قصاص نہیں لینے دینگے یہ ہرگز نہ ہوگا۔ کہ کل تو حضرت عمر ظالموں کے دستِ تعدی سے شہید ہوئے۔ اور کج ان کے بیٹے پر پانچ صاف ہو۔ غرض قصاص کے نہ لینے میں رفعِ قتلہ و فساد بھی ملحوظ تھا۔ اور جب وراثت سے ہر زمان مال دے کر راضی کر دئے گئے پھر باوجود وراثت و اخذِ ویت قصاص کیا۔ قصاص و ویت توجع نہیں ہو سکتے اور ویت کا دینا لینا بھی سلم عند انھم ہے پھر محلِ اعتراض کیا باقی رہا۔ یہی بات کہ آیا ویت بیت المال سے دی گئی یا نہیں۔ سو ظاہر ہے کہ بیت المال سے نہ دی گئی چنانچہ تخذ کی عبات یہ ہے: "و عثمان رضی اللہ عنہ کہ خود وراثت ہر زمان رہا موالِ خطیہ و راضی ساخت کہ اصلاً با شکایت نہ کر دے۔"

اور بالفرض اگر بیت المال سے ہی دیا ہوتا سہم کوئی ہرج نہیں امام کو مصالحِ مسلمین میں خرچ کرنے کا اختیار ہے۔ اور رفعِ قتلہ و فساد و ابقائے اتفاق و اتحادِ اعظمِ مصالح سے ہی چنانچہ اہل فہم و انصاف چنچنی نہیں۔ تب بھی واضح ہو کہ حسبِ طرحِ شیعہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ پر ہر زمان کے قصاص نہ لینے کا الزام لگاتے ہیں۔ اس طرح نواسب جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو قتالین عثمان سے قصاص نہ لینے کا ملزم ٹھیراتے ہیں قاتلہم اللہ انی یو ذکون اور اہل سنت و دو کا جواب یہی دیتے ہیں کہ سداً للفساد ایسا کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عثمان نے تو وراثت ہر زمان کو راضی بھی کر لیا تھا۔ بخلاف جناب امیر کے کہ آپ نے نہ قصاص ہی لیا اور نہ وراثت سیدنا ذی النورین کو راضی کیا جس کا نتیجہ نظر من الشمس ہے مسلمانوں کے خون کی ندی گئی ہزاروں گھر بے چراغ ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر حضرت عثمان اس خرم و احتیاط و فراستِ ایمانی سے کام نہ لیتے اور بنی عدی قصاص ابن عمر پر سڑ جاتے تو اس کا انجام جو ہوتا وہ ظاہر ہے۔ مدینہ میں خون کے پرنالے بہ جاتے۔ خانہ جنگی شروع ہو جاتی اسلامی ترقی اور اسلامی فتوحات کا خاتمہ ہو جاتا۔ مگر خدا کا وہ پیارا اور امت نبی کا شیدائی اور مجاورتِ رسول اللہ کا فدائی بندہ جسے مسلمانوں کی خونریزی کے بدلے ابابہ قوت مدافعت اپنی پیاری جان قربان کر دی اور جسے مجاورتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں اپنی جان جانے کی بھی ذرا پروا نہ کی۔ بھلا اس سے یہ کب ممکن تھا۔ کہ ختم الامکان مسلمانوں میں خانہ جنگی و خونریزی ہونے دیتے اور ایک ایسے مناسب طریقہ سے جس کی اجازت کتاب و سنت سے ہو یعنی ویت اس ام الفساد کا امداد نہ کرتے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعہ و رضی عنہ وارضاه

اور ایک بہت صاف اور تیز جواب بعض اکابر اہل سنت شکراً للہ سعیم نے یوں بھی دیا ہے کہ بالافاق مورخین اہل سنت و شیعہ و اکابر امامیہ جیسے شریف تفضلی وغیرہ یہ بات ثابت ہے کہ ہر زمان کے کل وارث اس وقت

موجود نہیں تھے اور تا وقتیکہ وراثت مقتول سارے موجود اور اخذ قصاص پر متفق نہ ہوں قصاص لینا جائز نہیں۔
 بر خلاف وراثت کے کہ اگر بعض وراثت بھی معاف کر دیں اور وراثت لینے پر راضی ہو جائیں۔ تو دوسرے وارث کو اخذ
 قصاص کا حق باقی نہیں رہتا۔ اور نہ وراثت لینے کے لئے تمامی وراثت کی حاضری ضروری فحبت المطلوب با حسن
 اسلوب والحمد لله علی ذلک **قولہ** آپ کے اسراف حضرت عبداللہ بن عباس نے اعتراض کیا تو اس پر آپ کے
 اقران نے ان پر بہت ظلم کیا۔ مگر آپ نے ان ظالموں کے ساتھ کچھ نہ کیا **اقول** اہل انصاف حضرات شیعہ کی
 اقرار پر دریاں تو دیکھئے۔ کہ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ اس مقترض کی عبارت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ زود کو ب
 آپ کی اجازت سے نہیں ہوا۔ اور دوسرے حضرات حضرت عثمان ہی کو اس پر بالضرر فرماتے ہیں۔ علی رضائے اراے
 سفینۃ النجاة میں لکھتا ہے، عبداللہ بن عباس را فرمود تا چنداں زود نہ کہ متفق بہم رسانید انتہی۔ اور اصول شیعہ کے موافق
 تو یہ ماننا ہے کہ نہ تھا۔ کیونکہ حسب روایات شیعہ ان پر تفسیر ورض او خلیفہ وقت کی اطاعت واجب تھی۔ چنانچہ
 جناب امیر کی ساری عمر تفسیر میں ہی گئی۔ پس جناب امیر و امام برحق و وصی مطلق تھے باہیں ہمہ شجاعت و مہابت حسب آپ کو
 اطاعت کی اجازت نہ تھی۔ اور تفسیر آپ پر واجب تھا۔ تو حضرت عمار کو خلیفہ کے فعل پر اعتراض کا کیا حق حاصل ہو سکتا
 ہے۔ اب ہم منہی الکلام کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں جس سے تفسیر کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ آخر فی دین و ایمان
 از یک تفسیر نہ کنند و خود را در معرض تلف انگند۔ در کافی و روانی و صفائی آیت از متواترات ہست یا نہ و اگر دیں باب اندک
 غر و متبع واقع شود کمتر از ہزار روایت مثل روایت لا دین لمن لا تفسیر لہ و لا ایمان لمن لا تفسیر لہ در اصول امامیہ بخوبی
 یافت۔ انتہی۔ اور باقر مجلسی صراط النجاة میں در باب کہاں لکھتا ہے یا آنکہ در بلاد مختلف و کفر تفسیر کنند و اورا یک شند
 اور اسی کتاب کے دوسرے مقام میں ہے، امام اگر مغلوب و مغرور ہو تفسیر میکند و بروئے واجب است و پچیس ہونماں
 نیز سرگاہ خوف تلف نفس و مال یا حرص باشت تفسیر میکند بخلاف متشرعہ و اہل سنت و زید و خوارج و حشویہ و نواصب کہ
 تفسیر را جائز نہ و اند انتہی، پس اصل میں بقاعدہ امامیہ اقران سیدنا عثمان کا حضرت عمار کو زود کو ب کرنا بروجر
 تو بیخ و بنید ہوگا۔ کہ آئندہ کبھی تفسیر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اور لا دین لمن لا تفسیر لہ و لا ایمان لمن لا تفسیر لہ کے مصداق نہ
 بنیں۔ اور جب بحسب اصول شیعہ بوجہ ترک تفسیر و مخالفت جناب امیر حضرت عمار رضی اللہ عنہما اسلوب الامیان اور
 بے دین ہو گئے تھے پھر ایشی شخص کی تاویب و توہین پر اس طرح شور و غل مچا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر الزام
 لگانا کہ حسب علی بل لبعض محادوہ کا مضمون یاد دلانا ہے مزید تفصیلات مطلوبات میں دیکھو۔

کُطِعَ دِنَانُ شَتْنِ وَ مَجِثَ زَهْدٌ خَلْعَانِ رَاشِدِينَ رَضَوَانِ اَللّٰهُ عَلَيْهِمُ اَجْمَعِينَ

زہد سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

تقریباً علامہ قوشچی نے شرح تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت علی زہد ترین مردم تھے بعد رسول خدا کے انہما قول بے شک آپ زہد ترین لوگوں میں تھے۔ مگر یہ موجب افضلیت مطلقہ نہیں۔ بلکہ یہاں تو فضیلت جزئی کا بھی ثبوت دشوار بلکہ محال ہے۔ اور کیوں نہ ہو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا زہد و اعراض عن الدنیا کا شمس نے نفعت النسل ہے جبکہ مقرر اسلامی و غیر اسلامی سارے مورخین ہیں۔ ہاں جس کی حیثیت عیب میں پرغشاۃ تعصب و عناد ہو وہ غریب تو محبوبی ہے۔ اس کا کیا ذکر صاحب سیرۃ الفاروق لکھتے ہیں، ”انگریزی مورخ کے الفاظ بھی ہماری ہمدردی کرنے لگے جو ان کی وفات کا واقعہ بیان کر کے لکھتا ہے کہ اس طرح وفات پائی حضرت عمرؓ نے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلامی دنیا میں سب سے بڑا ہے۔ کیونکہ یہ تمام انہی کے دس سالہ خلافت میں تھا۔ کہ ان کی دامانی صبر اور قوت اور سرگرمی سے شام مصر اور ایران کی ولایتیں فتح ہو گئیں حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کو ایسی حالت میں شروع کیا کہ وہ صرف عرب کے ملک تھے اور جب وفات پائی تو ایک اتنی بڑی سلطنت کے عہدہ سے عہدہ صوبے شامل تھے بائیں ہمسایہ اس عظیم الشان خوش قسمتی کے زمانہ میں ایک مظلومانہ اور سنجیدہ فیصلوں کے ہم پلگی کو نہیں چھوڑا۔ اور عرب کے ایک سردار کی کفایت شعار اور سادہ زندگی سے آپ نے اپنے آپ کو نہیں بڑھایا۔ دو مقامات سے جب کوئی اجنبی آتا تو مسجد کے صحن میں کھڑا ہو کر پوچھتا کہ یہ خلیفہ کہاں ہیں، حالانکہ وہ شہنشاہ اپنی سادگی کے ساتھ وہیں موجود بیٹھا ہوا تھا۔ نیز سیرۃ الفاروق میں طبری سے نقل کیا ہے فیصر روم نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک سفیر بھیجا۔ اور بعض روایات میں ہے اور بعض روایات میں ہے کہ ان کو قتل کرنے کی غرض سے جبار کے بھانے سے ایک شخص بھیجا وہ سمجھا کہ ایسے زلزلہ کا شخص ہے تو اس کی کوئی بڑی بارگاہ ہوگی میاں مدینہ میں آکر دیکھا۔ تو رہنے کا جھونپڑا تک ٹھیک نہیں۔ اور امیر المؤمنین ہیں کہ ان کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ آخر ایک بڑھیا نے بتایا۔ کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی فلاں نخلستان میں چھوڑے آتی ہوں یہی نے جاکر دیکھا۔ تو واقعی ایک درخت کے تلے پڑے ہوئے ہیں۔ جاگے تو اپنا مطلب عرض کرنا چاہا۔ مگر مارے ہیبت کے نہ تدم آگے کو اٹھتا تھا۔ اور نہ بات منہ سے نکالتی تھی سر سے پاؤں تک کھڑا کانپ رہا تھا ہیبت حق است ایں از خلق نیست۔ ہیبت ایں مرد صاحب حق نیست۔

نیز از آن خفا سے نقل کیا ہے ”خرج جب حضرت عمرؓ کا ذکر کرتے تو کہا کرتے تھے۔ کہ خدا کی قسم وہ اسلام میں اول نہ تھے اور نہ نفقہ فی سبیل اللہ میں افضل تھے مگر یہ کہ وہ زہد فی الدنیا اور استحکام فی امر اللہ میں لوگوں پر غالب آئے خدا کے کاموں میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے“ اور سیوطی سے نقل کیا ہے ”معاذ اللہ کا قول

ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے دنیا کی خواہش کی اور نہ دنیا نے ان کی خواہش کی۔ حضرت عمرؓ کو دنیا چاہتی رہی۔ مگر انہوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ اور ہم لوگ دنیا میں پھنس گئے۔

غرض حیکو حضرت فاروقؓ کے زہد، عدل، حلم تواضع وغیرہ کمالات جلیلہ کا اندازہ کرنا ہوسیرۃ الفاروق دیکھ کر آئندہ ہدایت میں جانب اللہ ہے۔ ثبتنا اللہ تعالیٰ علی الصراط المستقیم بجاہ رسولہ الکریم علیہ والہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم امین، قولہ حضرت کو اس دنیا کی نعمتوں کی خوشی نہ تھی **اقول** بے شک اگرچہ روایات شیعہ اس کے خلاف ہوں۔ دیکھو ایک فردک کے واسطے حضرت سیدہ گوگدہ سے پر سوار کر کے مہاجرین و انصار کے گھر گھڑائے پھرے طلب دنیا کی اس سے بڑھ کر کیا مثال ہوگی۔ حیف دنیا کے مقابل میں تنگ ناموس کو بھی پاس آنے نہ دیا۔ بایں ہمہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی حال تھا۔ چنانچہ ناظرین کتب سیر و تواریخ پر مخفی نہیں۔

زہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قولہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک اونٹ دو سو درہم پر خرید کیا تھا۔ اس کو حضرت رسول خدا کے ہاتھ تو سو درہم بیچ دیا، مدارج النبوة۔ **اقول** اولایہ زہد کے منافی نہیں ہے نہ اس کو نہیں کہتے۔ کہ آدمی دس روپے کی چیز پانچ میں بیچ ڈالے۔ ثانیاً تصدیق مقرر کے لئے نقطہ منقول عنہ یعنی مدارج النبوة کی عبارت کا نقل کر دینا کافی ہے۔ "و ابوبکر را دو شتر بود که بچهار صد درم و در روایتی بہشت صد خرید و مدت چہار ماہ آنرا علف دادہ فرمایست تا گداشتہ بود، ہر دورا پیش آورد تا یکے را آنحضرت قبول فرماید فرمود قبول کروم و لیکن بشرط ابتعا پس بہ ہنصد درم آں ناقد را از ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بخرید۔ و ما کہ حکمت در خریدن ناقد را از ابوبکر صدیق باوجود نہایت صدق و اتحاد و سابقا اتفاق الموال کثیرہ را بر آنحضرت آں بود کہ خواست کہ در راہ خدا استمداد و انتقامت از کسے جوید۔ چنانکہ خلاصہ اشارہ آیت لا تشوک بعبادۃ ربہ احداً و راں ناظر است انتہی۔ اس عبارت سے معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت صدیق آپس اونٹ اور راہ غلوس بطور ہدیہ خدمت نبوی میں لائے تھے۔ مگر آپ نے اس وجہ سے کہ یہ ہجرت محض امتثالاً لامر الوجوب تھا لے و تقدس تھی۔ عبادت الہی میں اپنی جد و جہد سے کام لیا جائے کسی غیر کی اعانت کو بلا ضرورت دخل نہ ہو۔ اونٹ کو بلا عوض لینا پسند نہ فرمایا۔ اور یکمال عنایت تو سو درہم اپنی طرف سے عنایت فرمائے۔ اور فی الحقیقت نہ یہاں بیع تھی نہ شرا۔ بلکہ دراصل ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کی تمیل تھی۔ اور یہ معاملہ کچھ حضرت صدیق کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ آپ نے ایک بار سفر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یا کسی دوسرے صحابی سے باوجود ان کے اس نیاز و التماس کے کہ حضرت یہ تو حضور ہی کا ہے۔ حمید فروخت کا کیا تذکرہ ہے۔ ایک اونٹ خریدا۔ اور مدینہ طیبہ پہنچ کر ادائی قیمت کی شرط ٹھہری۔ آخر جب آپ مدینہ طیبہ شریف لائے تو قیمت بھی ادا کر دی۔ اور اونٹ بھی

واپس فرمادیا۔ کہا ہوا مصرخ فی کتب الاحادیث صلوات اللہ علیہا لکویہ علی من ہو بالمومنین روف رحیم اور حضرت صدیق کا اپنی جان و مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا کرنا کچھ ایسا مخفی نہیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے دو ایک حدیث کا نقل کرنا کافی ہے تاریخ سیوطی میں امام احمد سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ جبکہ ابوبکر کے مال نے ہمیں نفع دیا۔ وہ کسی کے مال نے نہیں یہ سنکر حضرت صدیق رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اور میرے اموال سب حضور کے ہیں، ترمذی و ابوداؤد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کے لئے فرمایا، اور اتفاق سے اس دن میرے پاس مال تھا (یعنی بکثرت) میں نے جی میں کہا کہ اگر ابوبکر رضے راففاق مال میں کسی دن سبقت لے جاسکوں گا۔ تو آج ہی۔ غرض میں آدھا مال اٹھا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھروالوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہیں نے عرض کیا نصف۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ زقلیل یا کثیر جو کچھ ان کے یہاں تھا کل لے آئے آپ نے ان سے بھی وہی پوچھا۔ تو کہنے لگے اللہ و رسول کو گھروالوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں حضرت عمر کہتے ہیں اب میں نے سمجھا کہ حضرت صدیق سے کسی بات میں نہ بڑھ سکوں گا۔ ایک روایت ہے کہ جب دن حضرت صدیق اسلام لائے ان کے گھر چالیس ہزار درہم تھے۔ اور جب دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کو چلے تو کل پانچ روہ گئے تھے اور یہ سب روپے فقط مسلمان غلاموں کو جو بیچ کر لائیں گئے تھے، آزاد کرانے اور تائید اسلام میں خرچ کر ڈالے تھے، اور نہ صدیقی کی دلیل ارشاد نبوی سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے مشکوٰۃ شریف میں بروایت امام احمد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو ارشاد ہوا کہ اگر ابوبکر کو امیر بناؤ گے۔ تو انہیں امانت دار دنیا اور آخرت کی جانب راغب پاؤ گے، انہ۔ اس حدیث میں تقدیم خلافت صدیقی کی طرف بھی اشارہ ہے۔ مگر شاید شیعی اس کو بھی تفسیر پرمحول کر کے جناب امیر کو کاذب ٹھہرانے کی کوشش کریں گے اور وہ غریب مجبور بھی ہیں، اَلْمُرْتَفِقِیْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ

زہد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قولہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ طبع شتر حضرت رسول مقبول پر تلوار کھینچ کر آئے۔ سیرۃ الفاروق ص ۲۷۔ اقول دراصل یہ قصہ قبل از اسلام کا ہے۔ جو چاہے سیرۃ الفاروق دیکھئے۔ پھر اس طرح مبہم بیان کرنا کمال تلبیس ہے، زہد فاروقی کی کچھ کیفیت زہد مرقضوی کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔ مزید تفصیل کی حاجت نہیں۔ علاوہ اسکے یہ تو فرمائیے کہ حضرت عباس و قتیل جبکہ بد میں کیوں تلوار کھینچ کر آجود ہوئے تھے فہا هو جوا بکبر فہو جوا بنا۔

زہد سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

قولہ حضرت عثمان بڑے مسرف تھے۔ اس پر بھی بڑی دولت جمع کی۔ اور بعد وفات آپ کے بہت مسالماں آپ کے گھر میں نکلا، اقول چونکہ یہودیوں کی خست و ذوات و حب دنیا ناخفی امر ہے، اسلئے ابن سبا یہودی کے چیلوں کو ایک پیسہ اپنی گرہ سے تو نکالنا دشوار ہی ہے دوسروں کی سخاوت اور عالی ہمتی دیکھ کر بھی ان کا کلیجہ پھٹتا ہے۔ جبکہ ایک پیسہ دنیا شاق ہو اور جو دن کو دنیا پر فرائز کریں۔ ان کی نظروں میں سوال کثیرہ کا خدا کی راہوں میں صرف کرنا ضرور اسراف معلوم ہوگا۔ اور جو مکرو فریب کے دو پیسہ کمانے کے لئے دن بھر خاک چھائیں ان کی الواعزی اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کو اسی پرتیاس کر لیجئے۔ اب ہم مدارج النبوة سے چند روایت نقل کرتے ہیں جس سے حضرت ذی النورین کے جوہر و سخا و اتفاق فی سبیل اللہ کا اندازہ ہو سکتا ہے صاحب مدارج النبوة در باب غزوہ تبوک لکھتے ہیں۔

وشریک غالب دریں غزوہ در باب اتفاق عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بود، وچیز حبش العشرة از مدارج و مناقب اوست نقل است کہ وے رضی اللہ عنہ تجنیز قافلہ کے کرد کہ تجارت شام فرستد آں رات ترک کرد و نزد آنحضرت آمد و گفت کہ یا رسول اللہ! میں دولت شتر مکمل است یا لانا و پوشش شہا و کلیہ ما کہ بر آں افگندہ دوست او قبہ نقرہ بتاں و در کار شتر میں لشکر صرف نما و در روایتے آنکسی صد شتر مکمل چار سببہ و ہزار انتقال طلا آورد پیش آں سرور رخت آنحضرت فرمود اللہم ارض عن عثمان فانی عنہ راض و گویند کہ در غزوہ تبوک سی ہزار تروم بود و دو در انگ (۲۰۰۰۰) لشکر را عثمان تجنیز نمود و بشارت من جبر حبش العشرة فلیا بحبہ مشیر شد و نیز آمدہ است کہ آنحضرت فرمود کہ خداوند احدی تلبیت را از عثمان بردار و در مواہب لدنیہ از قتادہ روایت کردہ کہ گفت سوار می دار عثمان رضی اللہ عنہ حبش عشرت بر ہزار دشت و شتاد اسپ و از عبدالرحمن بن مسمرہ آمدہ کہ آں عثمان بن عفان ہزار دینار در آستینش و فیکہ تجنیز کرد حبش عشرت را پس رخت در کنار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس دیدم رسول خدا را کہ میگردد و آید آں دینار مارا و فرمود ہر نے کند عثمان را ہر چہ کند بعد از میں روز و در روایتے غفر اللہ لک یا عثمان ما استودت و ما اعلمت، و گردانیدن آنحضرت دینار مارا اتفاقا تے بود عثمان و توجہ و اعلنائے پاسخہ آوردہ ما نشا و گرد وے رضی اللہ عنہ و در روایتے ہزار آمدہ و قول آنحضرت کہ فرمود زبان منے کند عثمان را ہر چہ کند بعد از میں اشارت و بشارت است لعفو و صفع ہر چہ واقع شود از گناہاں و تقصیر است و مضمون این مضمون آں قول کہ در حق اہل بدر فرمود کہ ان اللہ اطع علی اہل بدر قتال اعلوا ما شئتم فقد خفرت لکم و نہ کہ ایں از خائن باشد و گذاشتن ایشان کہ ہر چہ خواہند کنند و نہ خیر است

بوقع کسی از نشانی۔ البتہ تبشیر و تشریف است بکرامت عفو و عفران۔ انتہی۔ اسی طرح تاریخ سیوطی میں بھی ہے اور حضرت ذوالنورین عہد رسالت سے ہی بڑے غنی و مالدار تھے۔ آپ کی تجارت کا سلسلہ مالک بے حد تک جاری تھا خصوصاً حضرت ہمدرد کے عہد خلافت سے جب فتوحات کی کثرت ہوئی۔ اور بے شمار اموال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم ہوئے تو اس وقت مفلس بھی غنی و مالدار ہو گئے تھے۔ اور افغانیا کی مالدار کی کو کیا پوچھنا ہے۔ ایسی صورت میں اگر آپ اپنے بعد بیت مال چھوڑا تو تعجب کی کیا بات ہے اور انکار کی کیا وجہ۔ مگر اہل تعصب و عناد کو بخیر خسران و خذلان کے کچھ حاصل نہیں۔

مسترض کی تقریر اعتراض سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بزعم روانض حضرت ذی النورین اپنے مال میں اسراف کیا کرتے تھے ورنہ بیت المال سے اسراف کرنے اور اپنی گھر کی دولت جمع کرنے میں کون سی منافات ہے جو مسترض کے لئے محل تعجب ہے۔ غرض اس اعتراض نے اس کے سابق کے اعتراض کو جو بیت المال میں اسراف و تصرف بے جا کی نسبت کیا ہے، بالکل باطل اور لغو ثابت کر دیا۔ کمالاخیفی

(بحث شجاعت ظاہری و باطنی)

شجاعت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ رضی عنہ

قولہ حضرت علی نے جنگ بدر فتح کی آقوں، اگر مراد یہ ہے کہ تنہا خباب امیر نے فتح کیا۔ تو یہ محض غلط ہجو اور بے قدر تسلیم مثبت افضلیت مطلقہ نہیں۔ ورنہ خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہونا لازم آئیگا۔ اور فضیلت جزئی کی وجہ سے خلفائے ثلاثہ سے افضل ہونا ضروری نہیں۔ اگر مقصود یہ ہے کہ خباب امیر بھی من جملہ مجاہدین و حاضرین بدر تھے۔ تو یہ صحیح مگر مدعا متخلف، مدارج النبوت میں ہے وروایت کردہ است ابن اسحاق کہ قتال کرد عکاشہ بن محض اسدی روز بدر سبقت خود پس لشکرت سبقت در دست وے پس آمد نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس داد اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چپے کہ در دست وے بود و فرمود قتال کن یاں۔ پس گشت آں چپ در دست عکاشہ رضی اللہ عنہ و مشہور ہے کہ وہاں مشاہدہ را با وے صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ کشتہ شد و بوداں شمشیر در دست وے انتہی۔ دیکھو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تا فتح جنگ برابر لڑتے رہے۔ یہی حال اور مجاہدین کا تھا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

اب زری شجاعت صدیقی ملاحظہ فرمائیے صواعق محرقت میں مروی ہے کہ ایک بار خباب امیر کرم اللہ وجہہ لوگوں سے فرمانے لگے تباؤ توہی اشجع الناس کون شخص ہے۔ حاضرین نے عرض کیا، حضور، فرمایا میں تو جس سے لڑا آدھا رہا۔ ہاں

اشیخ الناس کو بتلاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا ہم تو نہیں جانتے آپ ہی فرمادیں فرمایا اشیخ الناس ابوبکر تھے کیونکہ بدر کیدن ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جھوٹا پٹا بنایا۔ اور کہا کہ کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا ہے جس میں کوئی دشمن آپ تک پہنچنے پائے۔ سو خدا کی قسم ہم میں سے کسی نے ابوبکر کے سوا قبول نہیں کیا۔ وہی تلوار لٹکائے خدمت نبوی میں آ موجود ہوئے۔ اور جہاں کوئی کافر آپ کی طاعت جھکا حضرت صدیق اس پر ٹوٹ پڑے۔ سنی تحقیق وہی اشیخ الناس تھے حضرت علی فرماتے ہیں بے شک ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ (وکتبیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار قریش نے پکڑ لیا فہذا المجرور و هذا ایبتلنا و ہم یقولون انت الذی جعلت الا لہ المہاد واحد یعنی پھر کوئی سر کھینچنے لگا۔ اور کوئی دھکے دینے۔ اور اس کے ساتھ کہتے جاتے تھے ہی نے سارے معبودوں کو ایک کر ڈالا ہے۔ خباب امیر تاتے ہیں خدا کی قسم ہم میں سے کوئی بھی آپ کے تہریب نہ گیا۔ مگر ابوبکر ہی یضوب هذا و یجاء هذا و یبتل هذا یعنی وہی کسی کو مارتے اور کسی کا سر کھینچتے اور کسی کو دھکے دیتے رہے اور فرماتے جاتے تھے ہمارا براہِ مہم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہی کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے یہ کہہ کر حضرت علی نے اپنی چادر اٹھائی اور رو پڑے اور اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ بتلاؤ تو۔ یومئذ اکل فرعون ہتھر تھا۔ یا ابوبکر۔ لوگ چپ رہے۔ فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے قسم خدا کی ابوبکر کی ایک ساعت یومئذ اکل فرعون ایسوں سے رکمیں ہتھر ہے۔ فیخص تو اپنا ایمان (تو فرعون کے خوف سے) چھپائے ہوئے تھا۔ اور ابوبکر نے رملات خوف اپنا ایمان ظاہر کر دیا اب جو شخص حضرت شیریہ خدا کو راست گوارا کرتا ہے۔ اور اس کے لئے آپ کا ارشاد ہی کافی ویس ہے ورنہ جو لوگ آپ کے رونے کو محرم کے اجرتی نوحہ گروں کے نوحہ سے زیادہ واقع نہیں سمجھتے ان کا کوئی جواب نہیں ومن لہ صجیل اللہ لہ نورا فمالہ من نور اور مزید تفصیل عمر بن عبدود کے قصہ میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ **قولہ** حضرت علی نے غزوہ احد فتح کیا ازالتہ الخفاۃ کتاب المغازی ص ۱۵۷ واقندی تبارخ ابوالہریرہ جلد اول **اقول** بیان بھی حضرت علی کی کوئی خصوصیت نہیں امدارج النبوة میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے۔ و از طلحہ رضی اللہ عنہ نیز در احد دلاوری باوجود آمد کہ سبب ایجاب دخول جنیت شد وقتا بہا عظیم کہ در وفود اس حضرت طلحہ از انہاست کہ آنچہ بروے بود از حق بجا آورد و گویند طلحہ دست خود را سپر حضرت گردانید شمشیر ابن ابیہرہ رد گرد و دست ابو واسطہ او شل شدہ و آمدہ است کہ در روز احد ہشتاد و ختم ہر طلحہ خوردہ بود و باوجود آن تردد میکرد و کیا رہے دو ضرب شمشیر بر سر او زدہ بودند کہ از غایت الم آں قتادہ بے ہوش شدہ بود۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آمد و آجے بر روئے او زدہ کہ ہوش آمد پرسید کہ رسول را حال چیست گفت بخیر است و امر از روز تو فرستادہ است گفت الحمد للہ ہر صیبتہ کہ بوزاری

باشد آسان است انتہی۔ اہل انصاف اسی سے حضرت طلحہ کی شجاعت صدق اخلاص اور کمال محبت کا اندازہ کر لیں۔ کہ اس بے ہوشی کی حالت میں بھی باپیں ہتھم کلیف خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی دھیان رہا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور اگر کاش اپنی ہی کتابوں میں کی شجاعت بروز احد ملاحظہ فرماتے تو اس مقام میں شجاعت حیدری کا نام نہ لیتے اب ابو القدا سے استدلال کا حال دیکھئے، ترجمہ ابو القدا کی عبارت جس کے ترجمہ بھی کوئی حضرت شعیبہ میں یہ ہے: "اور بھاگڑا ایسی مچی کہ رسول اللہ تک نوبت بھاگنے کی آگئی تھی۔ پس جب بقول ابو القدا حضرت اسد اللہ کو کون پوچھے رسول اللہ تک معاذ اللہ میدان جنگ چھوڑ نکلے۔ پھر ایسی عبارت سے استدلال کمال حماقت ہے اگرچہ ابو القدا کی عبارت بھی محض غلط و بہودہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز میدان نہ چھوڑا۔ بلکہ اکابر اہلسنت رحمۃ اللہ علیہم تو خباب راس التک کی طرف فرار کو منسوب کرنا کفر فرماتے ہیں مگر نقل عبارت سے مترض کی دیانت کا اظہار مقصود ہے بے شک حضرت شعیبہ و خباب امیر و غیر ہم رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور ہرگز میدان سے نہ ہٹے۔ البتہ حضرت ذوالنورین و دیگر بعض حضرات سے اولاً کچھ لغزش ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کمال لطف معاف فرمادیا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

قولہ حضرت علی نے جنگ خیبر فتح کی۔ اور اس جنگ میں جب شیخین نے پاپائی کی تو حضرت رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ ہم علم اوسکو دینگے جو کار و غیر فرار ہے۔ بعد علم حضرت علی کو دیا۔ مدارج النبوة ازالہ الخفا **قول** وہ اصول کہ مدارج کی اصل عبارت یہ ہے آوردہ اند کہ روزے عمر رضی اللہ عنہ علم برداشتہ باجمع از حامیان حوزہ اسلام بیائے قلعہ آمد و چنداں کہ بدل محمود نمود۔ روئے مراد نید روز دیگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راست برگرفت با طائفہ از شیعیان و ابطال تقبال و جدال ارباب ضلال مبادرت نمود غنان مراد بدست نیاوردہ مراجعت نمود و وصل چون ارادت از بی بران زنتہ بود کہ این فضل خاص فتح خیبر مزید اختصاص بجناب ولایت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ داشتہ باشد و بود قلعہ غموس از سائر قلاع خیبر سخت تر و مستحکم تر آں را بردست و سے رضی اللہ عنہ فتح کرد۔ و مقدمہ اساس فستوح سائر قلاع و دیان خیبر ساخت اگرچہ بعضے از انہا مثل قلعہ نطاہ و صعب و حیر گہاں بیشتر از بی مفتوح شد ندما انمام خیبر و اکمال منسوب بجناب مرتضوی است انتہی منقول عنہ کی عبارت سے ناقل کی دیانت اور نقل کی وضاحت بخوبی معلوم ہوگئی والحمد للہ علی ذلک مترض کے نزدیک جب اسی بہادری کا نام پسائی ہے تو ع

بریں قتل و دانش بیاید گریست

لے مگر باب خیبر کا کچھ اکھاڑنے اور اس کے اتنا وزنی ہونے کی روایتیں کہ اسکو سات یا ستر آدمی بھی اٹھانہ سکتے تھے عنہما الحثین بالکل بے اصل خرافات ہیں فی المقاصد الحسنۃ للنسخاوی قلت بل کما وابتیہ ولذا انکرہ بعض العلماء ۱۷ منہ

مقتضائے عقل و انصاف تو یہ ہے کہ جناب امیر کی کارروائی شیخین کی مساعی جمیلہ کا تتمہ سمجھی جاوے۔ شیخین نے جب اہل خیبر کو نیم مردہ بنادیا۔ تو جناب ترغوی نے ان کے گلے پر چھری پھیر دی۔ بلاشبہ اس کی مثال ایسی ہی سمجھی لیجئے۔ کہ ذبیحہ جانوروں کو بروقت ذبح گراتے ہیں دوسرے لوگ مگر ذبح داج کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت شیخین نے تو اہل خیبر کے گلے پر زے ڈھیلے کر دیے اور جناب امیر نے ان کو اوجھڑا الا علاوہ اس کے افضلیتِ علم و اعلیٰ تہ نامہ کا اسی فتح خیبر پر مدار ہو۔ تو جناب امیر کا حضرت بشیر و نذیر سے بھی افضل و اشجع ہونا لازم آئیگا وَلَا تَتَّقُوا بَہِ الْاِلٰہِ الذِّہْدِیْنَ اَدْخَلَهُ اللّٰہُ فِی النَّارِ الْحَاقِیْقِ قَوْلُ حضرت علی نے جب خندق فتح کی اور عمرو بن عبدود کو قتل کیا اِنَّ اللّٰہَ الْخَفِیْصَ اسی جنگ میں حضرت رسول مقبول نے فرمایا کہ ایک حرب علیؑ کی دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ ہے شرح تجرید، مدارج النبوة، معارج النبوة **اقول** (۱) میرے پاس اِنَّ اللّٰہَ الْخَفِیْصَ موجود نہیں مگر اہل بصیرت پر مقروض کی سچائی اور اس کا تین نقل روایات میں بخوبی واضح ہو چکا ہے۔ یہاں بھی جو کوئی چاہے نقل کو اصل سے مطابق کر دیکھے (۲) عمر بن عبدود کو قتل کرنا فضیلت کی کیا بات ہے۔ چونکہ جناب امیر ہی اس کے مقابل ہوئے اس لئے اس پر فتحیابی کا سہرا بھی آپ ہی کے سر بندھا۔ اگر مجاہدین اسلام ہیں سے اور کوئی شخص اس کے مقابل کو جانا تو اِنَّ اللّٰہَ دِہِ اس کو واصل جہنم کرتا (۳) اگر عمر بن عبدود کے قتل کرنے سے خلفاء ثلاثہ سے افضل ہونا ثابت کر دے۔ تو اسی دلیل سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل کہنا پڑیگا (۴) اس لڑائی میں حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ نے بھی جان توڑ کوششیں کیں۔ صاحب سیرۃ الفاروق ہدایہ اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ الْخَفِیْصَ سے جس کا مقروض بھی حوالہ دیتا ہے قتل کرتے ہیں۔ یہودی قرظیہ بھی معاہدہ توڑ کر حملہ آوروں کے ساتھ شریک ہو گئے اور مدینہ اور سلمانوں کی حالت نہایت خطرناک ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کی مساعی نے بہت کچھ کام دیا۔ خندق کی ایک طرف کی محافظت ان کے ذمہ تھی خوب جان توڑ کر لڑے اور حفاظت کے اعتبار کا حق ادا کیا۔ بعد ازاں اسی مقام پر وہاں مسجد بنی ہوئی ہے۔ اس کے بعد صاحب سیرۃ الفاروق لکھتے ہیں: "قریش اور کفار اور یہود ایک مہینہ تک محاصرہ کیلئے پڑے رہے اور لڑائیاں ہوتی رہیں حضرت عمرؓ نے ایک دن ربیرہ کی جماعت کے ساتھ کفار پر حملہ کیا۔ اور کفار کو متفرق کر دیا اگرچہ اس سخت حملہ سے مسلمانوں کے جاتیر ہونے اور ایک شخص کے بچنے کی بھی توقع نہیں تھی۔ مگر مسلمانوں کی جانبازیوں نے دشمن کو محاصرہ اٹھا کر نا کام واپس جانے پر مجبور کیا۔ انتہی کفار کا محاصرہ اٹھا کر نا کام واپس جانا مسلمانوں کی ہی فتح تھی اور ان کی کامیابی کی علت غائی اور ان کی جانبازیوں کا یہی اصلی نتیجہ تھا پھر اس کو مخصوص جناب امیر سمجھنا کمال نادانی ہے (۵) مدارج النبوة سے تفصیلت ترغوی میں جو حدیث نقل کی گئی ہے وہ محض غلط ہے۔ قبل اسکے کہ مدارج کی عبارت نقل کی جائے حضرت مقروض سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ دونوں جہان کی عبادت کے کیا معنی ہیں اور دوسرے جہان کی عبادت کا کیا مطلب ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء۔ اگر آخرت بھی دار العمل ہو

تو اس کے لئے بھی دلائل کثیر کوئی اور ہونا چاہیئے۔ اب مدارج کی اصل عبارت ملاحظہ ہو: القصد محاربہ و مقاتلہ میان دو لشکر واقعہ خصوصاً از علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ درین غزایں مبارزہ و مقاتلہ واقعہ شد از حد قیاس و عقل بیرون۔ چنانکہ در اخبار وارد شدہ است لمبارزۃ علیؑ یومہ الخندق افضل من اعمال امتی الی یومہ القیۃ، کذا فی روضۃ الاحباب، انتہی معلوم نہیں مدارج کا حوالہ کس عرض سے دیا گیا ہے جب نقل کا منقول عنہ میں وجود ہی نہیں۔ یا اگر خوبی فہم سے مدارج کی اسی روایت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے تاہم مقرر اس ایسے اہل علم و تدین سے بعید نہیں اس مقام میں روایت مدارج کے متعلق بھی کچھ عرض کر دینا مناسب ہے (۱) اکابر محدثین اہل سنت و جمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں الاسناد من الذین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء یعنی اسناد ضروریات دین سے ہے، اسناد نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا کہ دینا۔ اسی بنا پر محدثین بے سند روایتوں کا اعتبار نہیں کرتے۔ تو اس قاعدہ کی رو سے یہ روایت جس کا کچھ یہ نہیں کہ صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع کیا ہے اور کس حدیث کی کتاب کی روایت ہے کتب قابل اعتبار ہے، یہی وجہ ہے کہ صاحب مدارج بھی منقول عنہ یعنی روضۃ الاحباب کا حوالہ دے کر چلتے ہوئے۔ کہ بار برگردن راوی مشہور جملہ ہے اب اگر اس کے ساتھ یہ ضمیمہ بھی ملا دیا جائے۔ کہ صاحب روضۃ الاحباب کو آپ کے قاضی شوستری مجالس المؤمنین میں شیعہ تسلیم کرتے ہیں، تو اس روایت کے ناقابل اعتبار ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ ایک مقام میں صاحب منتہی الکلام علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں و مولف عماد و لب و نقل این خرافات بے بنیاد بروایت صاحب روضۃ الاحباب کہ فاضل شوستری و مجالس المؤمنین تا سبب بعض المتقدین اور از زمرہ اسمعیلیہ داخل کردہ، استدلال بر کذب ام المؤمنین صدیقہ و اقترائے او بر امامت ابو بکر بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم می نماید انہ اس سے یہ بھی معلوم ہو کہ مصنف روضۃ الاحباب کو فقط قاضی صاحب شیعہ نہیں فرماتے۔ بلکہ متقدمین امامیہ بھی اس کے تشیع کے قائل ہیں (۲) بر تقدیر ثبوت انصافیت اضافی مراد ہے نہ کلی و تحقیقی، چنانچہ ایراد من تبعیضہ دلیل صریح ہے۔ اور اگر کوئی جاہل نادانف از عزمیۃ لفظ حدیث کے خلاف دعوئے انصافیت تحقیقی کرے تو اس کے زعم کے موافق مبارزہ یوم خندق خود خباب امیر کے تمامی اعمال سے جس میں توجید و ایمان ایسے راس العبادات بھی شامل ہیں افضل ٹھہرے گا۔

(۳) یہ بھی احتمال ہے کہ اعمال سے اعمال جہاد مراد ہوں۔ تو اس صورت میں بھی فقط جہاد تفسوی کو فقط مجاہدیت پر انصافیت ثابت ہوگی۔ مگر اس صورت میں بھی یہ امر متعین ہونا چاہیئے کہ مقارنات امت میں سے ہر ہر واحد مراد ہوگا یا مجموعہ من حیث المجموع۔ بصورت اول مجموعہ پر انصافیت ثابت نہ ہوگی۔ اول تعین ثنائی محتاج دلیل ہے۔ علاوہ اسکے فقط مقابلہ تفسوی کا فقط مقارنات صدیقی سے افضل ہونا ثابت ہوگا۔ نہ جمیع کمالات صدیقی سے، مگر فیصل جبری فضل کلی کے منافی نہیں بحیثیت مجموعی انصافیت تفسوی ثابت کرنا چاہیئے۔ یوں تو قتل کفار و محاربہ مشرکین و ابکار جس قدر حضرت جبر کے ثابت ہے اس کا عشر عشر بھی حضرت سید الابرار سے ثابت نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ

دعویہ وسلم رحمہ) اگر اعمال سے اعمال جہاد مراد ہوں تو بھی مجاہدہ مرفوضی کو فقط ان مجاہدات پر افضلیت ثابت ہوگی جو از رو خندق تاقیامت ہوتے رہینگے نہ ان مجاہدات پر جو حضرت شیخین یا دیگر حضرات سے قبل از خندق ظاہر ہوئے۔ فتد بحق التدبیر فانہ تحقیق انیق و محسن المتفکر حقیق واللہ تعالیٰ یهدی من یشاء الی سوا الطریق۔

الحمد للہ کہ اس تحریر کے بعد اس واقعہ کے متعلق مفتی الکلام میں ایک نفیس بحث نظر پڑی جس کا ترجمہ و خلاصہ منظر ائمہ نقل کرتا ہوں۔ اگر بقول علمائے شیعہ عمر و عبدود کو قتل کرنا شجاعت مرفوضی کی دلیل کہی جائے۔ تو اہل حق کو گفتگو کی وسیع جگہ مل جاتی ہے اور غلات کے لئے جو خواہ مخواہ، اہل سنت کو الزام دینے کے درپے رہتے ہیں میلان مناظرہ تنگ ہو جاتا ہے۔ کیا ہمیں معلوم نہیں کہ امامیہ کے نزدیک کسی شخص کا ایک مرتبہ بھی لڑائی سے بھاگ جانا اس کے جن دامودی کی دلیل ہے۔ چنانچہ یہ بات کشف الحق۔ حق الیقین۔ اخلاق۔ مصائب۔ مجالس وغیرہ کتب امامیہ سے بخوبی واضح ہے۔ اور عمر و عبدود کا جنگ بدر میں مسلمانوں کے مطالبہ سے بھاگنا کتب تواریخ سے ثابت۔ پھر ایسے نامرد کو قتل کرنا اور وہ بھی طرح طرح کے فن و فریب سے جسکی تفریح بجا۔ حیات القلوب میں موجود ہے۔ کوئی لڑائی کی بات نہیں۔ اور ایسی صورت میں اس کا کیا موقع ہے کہ حضرت شیعہ عقل و نقل کے بغلات حالانکہ کسی روایت کا مخالف عقل و نقل ہونا اس کے موضوع ہونے کی دلیل ہے جناب سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہ ایک جھوٹی روایت نقل کریں لاضوۃ علی یومہ الخندق خیر من عبادۃ الثقلین، بغیر بے شک علی کی خندق والی لڑائی جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے نقل کریں اور اس کو خطاب امیر کی افضلیت مطلقہ کی حجت ٹھہرائیں۔ اس پر بھی اگر شجاعت مرفوضی کو عمر و عبدود کے قتل سے تسلیم کر لیں۔ تو چونکہ یہ مقالات مرفوضی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واقع ہوئے۔ بلکہ لشبانات شرعہ و عقائد مصنفہ امام اعظم امامیہ فقط آنحضرت کی و عابرکت سے۔ خارج از بحث ہیں کیا سبقت الیہ الا اشارۃ الیہم بمقتضائے ع الفضل ما شہدت بہ الا اعداء عمر و عبدود کا قصہ حکوا اسکے امام اعظم مرشد انجم نے ذکر کیا ہے۔ اہل حق کے لئے اس مقام میں بہت مفید ہے۔ کیونکہ فرقہ بین کی کتاب میں مروی ہے۔ کہ جب اس کم نیت نے جناب شیر خدا کو اپنے

حاشیہ ۹۲
لے چنانچہ صاحب تنہی الکلام علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں مثلاً بر اصول مولف رسالہ کہ نزدولے بعض جن شجاعت شخص ثابت نمی شود و متنبواں گفت کہ غالباً نزد جناب مولف شجاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز معروض ثبوت نہ یہ باشد کہ جنہیں افادات می نماید زیرا کہ باوصف خطاب متطالب یا ایحیا النبی جاہد الکفار و المنافقین و مانند آن کہ بالذات آنجناب تعلق دار و معرکہ با آراستن و کفار و گویں سارا را بر خاک عدم انداختن و سیمینہ و میسور و انکستن و دست ملان را بکند بستن و شمشیر زنی و نیزہ بازی کردن و در حرم کفار در آمدن و قتل نیست بلکہ خلاف آن کہ انماست در عیش و کمال حفظ نفس نفیس است تودہ تودہ و سیر و توارخ منقول است۔ غلط فہم در وقت هجوم اعدا و بے آنکہ زخم کاری رسد اکثر میفرود یا فلاں الکفینی و یا فلاں از کئی۔ چنانکہ کتاب کشف المراد امام اعظم امامیہ سم بران گواہ است۔ انتہی ۱۲۔

مقابلہ میں دیکھا تو رکمال بخوت شجاعت سے کہنے لگا۔ کہ میں تم پر تو تلوار کی وار کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ہاں اگر ابو بکر آتے تو ہم اپنی تلوار کا جوہر دکھلاتے یا عمر سے لڑنے کا قصد کرتے تو ہم بھی ان کے مقابلہ سے نہ پھرتے۔ سو ہم اپنے لشکر کو واپس جاؤ۔ اور ان میں سے کسی کو میرے مقابلہ پر بھیجو۔ چنانچہ صاحب حملہ حیدری ہاں ہمہ تعصب و عناد فرماتے ہیں۔

بدو گفت عمر اے دلاور سپر	جوانی و از عمر ناخوردہ بر
ترانیت نہ گام پر خاش و کیس	دلم از برائت بسوزد ہمیں
ز خوش و تبار تو ہستند نیز	بے نام جوئندہ و با ستیز
جہاں را بسر بردہ با عیش و کام	کہ من حملہ را می شناسم بنام
و گر من چنین داشتہم در نظر	کہ بوجہر آید و گر یا عمر
تو برگرد و بفرست از انہا یکے	کہ با من بگردو بدشت اندکے

اور جب تک کہ ابو بکر صدیق بلکہ حضرت فاروق بھی کمال شجاعت و دلیری و مردانگی کے ساتھ معروف و مشہور نہوں، مائل منصف کے نزدیک بیضمنون مفسور ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر حضرت شیخین نامزد تھے اور بوجہ نزدیکی کے (بزرگمروافض) جنگ احد وغیرہ سے بھاگ چکے تھے۔ یا غار میں حضرت صدیق سے نامردی کے اثر پائے گئے تھے۔ تو حضرت شیر خدا کو یہ ضرور مناسب تھا۔ کہ اوس وقت عمرو بن عبدود کے جواب میں شیخین کی نامردی ظاہر کرتے اور یا کم سے کم اتنا تو مجھلا فرمادیتے کہ تیری نامردی تو خود اسی سے ظاہر ہے کہ تو اپنے ہی ایسوں کو میدان میں بلاتا ہے اور ایسے شخص کو جس کے لئے آسمان سے بقول ردافض (ذوالفقار آئی اور کافعی الاعلیٰ لاسیف الا ذوالفقار کا غلغلہ ملا کہ میں چم گیا۔ اسکو اپنے مقابلہ سے علیحدہ کرتا ہے اور نہیں جاتا۔ کہ ہر ایک غزوہ میں فتح میرے نام پر ہوتی رہی ہے اور ہزاروں بد بخت کافروں کو ہم ہی نے مارا ہے۔ کہا تو بالکل مجبور طعن کیا ہے کہ ہمیں بچوں کے ایسا سمجھتا ہے۔

اور جب یہ باتیں رنجاب امیر سے بالا جہاں منقول نہیں ہوئیں۔ بلکہ اور ان کے مخالف جس سے شیخین کی شان و شوکت عیاں ہیں مروی ہے تو ہمیں بالیقین معلوم ہو گیا کہ ان بزرگان دین کی طرف نزدیکی و نامردی کو منسوب کرنا یہ کام نقطہ بیہودگی ویری چاٹنے والوں کا ہے انتہی اس عبارت سے حضرت مقرر ض کی اس حدیث کا بھی پتہ لگتا جس کا ترجمہ آپ نے اپنی نادانی سے ہاں الفاظ کیا ہے۔ "یک ضرب علی کی دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ ہے" کاش آپ کچھ خرچ کر کے بھی پڑھتے تو ثقلین کا ترجمہ دونوں جہاں نہ کرتے معلوم نہیں آپ کے ایسا ہمہ دان اس قسم کی تصنیف و تالیف سے اہل علم کے سامنے کس قدر سرخروئی حاصل کرتا ہے نیز عبارت مذکورہ سے یہ بھی ثابت

ہو گیا کہ حدیث مذکورہ موضوع و فقرات سے ہے والحمد للہ علی ذلک۔ اور تحقیقی جواب تو یہ ہے کہ یہ روایت ہی محض کذب و بے اصل ہے علی نے منہاج الکرامۃ نے چند احادیث فضائل ترقیوں میں نقل کی ہیں من جملہ انکے ایک یہ ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذہ قال لمبارزہ علی بن ابی طالب لعمر بن عبدود یوم الخندق افضل من عمل امتی الی یومہ القیمۃ «جبکہ جواب میں صاحب منہاج السنۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں و ہذہ الاحادیث مما جعلہ اہل المعرفۃ بالحدیث انہما من المکذوبات و ہذا الرجل (رحلی) قد ذکر اذہ مذکور ماہو صحیح عنہم و نقلوا فی المعتمد من قولہم و کتبہم فکیف یدکرنا اجماع علی اذہ کذب موضوع و لم یرونی شیئ من کتب الحدیث المعتمد لا ولا صحیحہ احد من ائمہ الحدیث فالغشوة الا ولی کلہا کذب الی آخر حدیث قتلہ لعمر بن عبدود

قولہ حضرت علی نے بے خوف سورہ براءۃ بمقابلہ غفر کفار بکثرتہ پیشانی پڑھا۔ اقول اگرچہ
قبل میں اس کا جواب گذر چکا ہے مگر مختصر ایسا بھی کچھ عرض کر دینا مناسب ہے سنن نسائی کے کتاب الحج میں ہجرت عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین رجع من عمرہ الحجاز اذہ بعث ابابکر علی الحج فاقبلنا معہ حتی اذا کان بالخرج ثوب بالصبح ثم استوی لیکبر فسمع الرغزۃ خلف ظہرہ فوقف علی التکیبیر فقال ہذا رغزۃ فاقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجید عاء لحد بد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحج فاعلہ ان یرکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلی معہ فاذا علی علیہما فقال لہ ابوبکر امیرا رسول قال لا بل رسول ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براءۃ اقرأھا علی الناس فی مواقف الحج فقد مناکم فلما کان قبل یوم الترویہ بیوم قام ابوبکر رضی اللہ عنہ فخطب الناس فحدثہم عن مناسکہم حتی اذا فرغ قام علی رضی اللہ عنہ فقرأ علی الناس براءۃ حتی ختمہا ثم کان یوم النحر فاقتضا فلما رجع ابوبکر خطب الناس فحدثہم عن افاضتہم وعن نحرہم وعن مناسکہم فلما فرغ قام علی فقرء علی الناس براءۃ حتی ختمہا فلما کان یوم النفر الاول قام ابوبکر فخطب الناس فحدثہم کیف ینفرون وکیف یرمون فاعلمہم مناسکہم فلما فرغ قام علی فقرء براءۃ علی الناس حتی ختمہا

اس حدیث سے اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر امارت علی الحج پر متعین رہے اور آپ کو اس عمدہ جلیلہ سے معزول ہونے کی نوبت نہ آئی چنانچہ پہلے شیعوں کی تاریخ روضۃ الصفا سے بھی ثابت ہو چکا ہے اور یہ بات بھی اس حدیث سے معلوم ہو گئی کہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ جو تبلیغ براءت فرماتے تھے تو بتبعیت حضرت صدیق ہی فرماتے تھے جب حضرت صدیق تعلیم احکام حج سے فارغ ہوتے تو جناب امیر تبلیغ براءت کیلئے کھڑے

ہو جاتے پھر جب آپ تک جاتے تو حضرت صدیق اکبرؓ تبلیغِ براءت فرماتے، غرض تبلیغِ براءت میں دونوں
 حضرت شریک رہے پس اگر اس سے جناب امیر کی شجاعت ثابت کر دے تو حضرت صدیقؓ اولیٰ وجہ کے
 شجاع ٹھہریں گے۔ کیونکہ جب حضرت صدیقؓ جب خطبہ تعلیمِ احکام سے فارغ ہوتے تو اس کے بعد جناب امیر کی
 باری آیا کرتی۔ اگر زیادہ خوف تھا تو حضرت صدیقؓ کو کہہ دیتے تھے۔ بلکہ اگر کوئی کہے کہ معاذ اللہ اسی
 ہوشیار ہی سے جناب امیرؓ پیچھے رہا کرتے تھے۔ کہ اگر باریؓ جنگ و جدال کی نوبت آئے گی۔ تو پہلے حضرت
 صدیقؓ ہی کو اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہم تو موقع پا کر علیحدہ ہو جائیں گے۔ تو معلوم نہیں حضرت شیعہ اس
 قضیہ منکسہ سے کون سا نتیجہ نکالیں گے۔ اور معلوم نہیں کہ سورہ براءت کے سنا دینے میں کون سی شجاعت الٰہی تھی خصوصاً
 ایسے وقت میں کہ کفار کی ایذا رسانی کا کوئی خوف نہیں تھا۔ کیونکہ اولاً ان سے اور مسلمانوں سے اس وقت صلح تھی۔ اور ثانیاً
 مشرکین عرب کا یہ عام دستور اور مسلم قاعدہ تھا۔ کہ اشہر حرم میں وہ لوگ جنگ و جدال کو حرام قطعی سمجھا کرتے تھے پھر کیا
 معنے کہ ایام حج اور باخصوص مکہ و منی و عرفات وغیرہ مقامات متبرکہ میں مسلمانوں سے لڑنے کو مستند ہو جائیں۔ عرب
 کچھ ابنِ سبائی نہیں تھے کہ شیعوں کی طرح (کہ وہ خاص عشرہ محرم ایسے متبرک دنوں میں مینوں کو ستانا۔ اصحابِ کبار و
 ازواجِ مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن و تبراکرنا۔ مینوں کو حبطِ طرح ہو سکے گنہ گار بنانا۔ حاضری وغیرہ
 کے حلوہ پر تبرائے ہر عوام مینوں کو کھانا وغیرہ وغیرہ من الجحیم) ایام حج خصوصاً محرم مکہ وغیرہ میں مسلمانوں سے لڑنے
 اور ان کو ستانے کو جائز باعبادت سمجھتے ہوں۔ چنانچہ اسی قاعدہ کی پابندی کی وجہ سے اہل عرب مینوں کو مقدم و مخر
 کیا کرتے تھے جسکی ذمہ و تفحیح میں آیتہ کریمہ انما الذنسی زیادۃ فی الکفر نازل ہوئی تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر
 اہل عرب کو ان انتہا حرم یعنی محرم رجب ذی قعدہ ذی الحجہ میں کسی سے مقاتلہ کی ضرورت پیش آتی۔ تو ان
 مینوں میں لڑنا بھی مذموم سمجھتے تھے تو وہ محرم کو صفر بنا لیتے۔ اور پھر معرکہ قتل و قتال گرم کر دیتے۔ پس جب ان کے
 احتیاط کی یہ حالت تھی۔ تو خاص حج کے دنوں اور خصوصاً مقامات حج میں جنگ و جدال کی جرأت انہیں کب ہو سکتی تھی،
 خلاصہ یہ کہ واقعہ تبلیغِ براءت سے شجاعت کسی طرح سمجھ میں نہیں آتی۔ اور اگر ثابت بھی ہو۔ تو نہ ہمارا کچھ نقصان اور نہ اس میں
 جناب صدیقؓ کی کوئی منقبت۔ بلکہ باعتبار شجاعت بھی آپ کی انصافیت ہی ثابت ہوگی۔ کہ لا ینفی قولہ حضرت علیؓ نے
 جنگِ حنین فتح کی اور حرو ل کو قتل کیا اور اسی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی تسکین فرمائی کما قال اللہ تعالیٰ
 وانزل اللہ اسلیمتہ علی رسولہ و علی المؤمنین **اقول** واضح ہو کہ مخر مینوں میں ابنِ سبا کا ایسا پکا حیلہ
 بنا ہے کہ اس کو جب مرفسوی کے سپر ایٹم ہمیشہ معجزاتِ نبوی کے ابطال کی نگرہ بنتی ہے مدارج النبوت کی عبارت
 ملاحظہ ہو۔ و آنحضرتؐ از اشتر فرزد آمد و مشتے خاک با سنگر زہر گرفت نام سوارہ از علی بروایت از ابن عباس طلبید

تبلیغی کتابیں

آفتاب ہدایت، مولفہ شیر اسلام مولانا ابوالفضل

اس کتاب میں مذہبِ شیعہ کی حقیقت کا مل طور پر واضح کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کے گھٹا فٹ مسائل شیعوں کے اصول و فروع، اہل سنت کی صداقت پر قرآن و حدیث، اقوال ائمہ سادات اکتب شیعہ کے حوالہ سے اپر زبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کا کام دیتی ہے مجتہدین شیعہ کے جوابے عاجز آچکے ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دئے گئے ہیں قیمت تین روپے

مذکرہ مشائخ بگوپہ پنجاب کے مشہور و معروف نامور علی خاندان کے تاریخی مستند حالات۔ حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات مطالعہ کرنے کے خواہشمند حضرات اس رسالہ کو قیمت چار آنہ رہا طلب فرما سکتے ہیں۔

کشف التلبیس حصہ اول و حصہ سوم، مولفہ ولایت حسین شاہ صاحب دیوری۔ یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسکی چند کاپیاں زائد طبع کرائی گئی ہیں۔ شائقین جلدی طلب کریں۔ شیعہ کار سالہ

کے عقائد اور اس کی تحریک کی اصلی اور عریان تصویر (ماحولہ) جسکے مطالعہ کے بعد کوئی مسلمان اس تحریک کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا۔ قیمت ۳۰ خروچ محصول ایک آنہ قیمت فی سینکڑہ پنڈہ روپے۔ پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک

نور ایمان، کئی دفعہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے شیعوں کے نور ایمان یا ظلمت کفر کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات مثلاً

ثناات و ثنائت کی سے دئے گئے ہیں، قیمت ہر دو حصہ

برق آسمانی بر خرمین قادیانی، یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شائقین تھک گئے تھے

الحمد للہ کہ زیو طبع سے آراستہ ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ مولانا ظہور محمد

صاحب بگوپہ کی یہ معرکہ الاراضیف میزرائیوں کا ناطقہ بند کر دیگی۔ شائقین بہت جلد طلب کریں، ورنہ

ایڈیشن ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت رلاگت کے برابر صرف ۸

خالکساری فتنہ (طبع چہارم صفحات ۹۲) یعنی مشرقی

کے عقائد اور اس کی تحریک کی اصلی اور عریان تصویر (ماحولہ) جسکے مطالعہ کے بعد کوئی مسلمان اس تحریک کے ساتھ وابستہ

نہیں رہ سکتا۔ قیمت ۳۰ خروچ محصول ایک آنہ قیمت فی سینکڑہ پنڈہ روپے۔ پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے

علاوہ محصول ڈاک

ملے کاچہ نیچر جریدہ شمس الاسلام مجبہ (پنجاب)

مَنْ أَنْصَارُ لِي اللَّهُ

یہ زمانہ مادہ پرستی اور سرمایہ داری کا ہے۔ دین و دنیا کا کوئی کام بھی بغیر سرمایہ کے نہیں چل سکتا۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ہم جن مقاصد غلطے کو لیکر اٹھے ہیں۔ اور جو پیغام حیات مسلمانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کیلئے کتنے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ جسکے بل بوتے پر خدا کا پیغام خدا کے بندوں تک پیہم و مسلسل پہنچا رہے۔ مگر آہ! ہم غریبوں کے پاس اتنا سرمایہ کہاں۔ اس پر متزاد یہ کہ شمس الاسلام کے سر پر نہ کسی سرمایہ دار کا ہاتھ ہے نہ حکومت کی خوشامد و چالپوسی کی روپہلی و سنہری مصلحتیں جو اسکے اخراجات کی کفیل ہوں۔ نہ اس میں حسن و عشق کی عریان تصویریں اور داستانیں ہی ہوگی جو خود رنگین مزاجوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ اور نہ اس کا کوئی تجارتی پہلو ہی ہوگا۔ کہ وہ کتابوں کی تجارت سے اپنے اخراجات پورے کرے۔ لے دے کے اسے ایسے خدا کاران اسلام ہی کا سہارا ہے۔ جو اپنے سینوں میں تبلیغ اسلام کی تڑپ اور خدمت دین کا درد و احساس رکھتے ہوں۔

ہم ان مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں جو تبلیغ دین اور احساس فرض کا سچا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں جو دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ کفر و شرک کی طاغوتی طاقتوں اور شیطانی قوتوں کو پاش پاش کر کے خدا کی حکومت قائم کر دیں۔ اور جو اسلام کی حمایت و حفاظت میں اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کے نوکر ہیں۔ کہ جہاں ہم رسالہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں آپ اپنے فرض سے غافل رہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر شمس الاسلام کی امداد و توجہ کی طرف دست کمر بڑھاتے ہیں۔

ڈیڑھ روپیہ سال میں تبلیغ اسلام کے لئے خرچ کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ بشرطیکہ آپ اپنے فرض کا احساس کریں۔ اگر یہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں نہ معلوم آپ کے کتنے ڈیڑھ روپے یا دو تئوں کی خوشنودی میں خرچ ہو جاتے ہوں گے۔ کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ آپ ڈیڑھ روپے سے خدا کی خوشنودی اور رحمت خرید لیں۔ اگر شمس الاسلام کا بہر خریدار تہیہ کر لے کہ وہ کم از کم دو خریدار ضرور دیگا۔ تو بس بیڑا پار ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہماری یہ حقیر و ناچیز آواز رانگاں جاتی ہے۔ یا اثر کو بھی ساتھ لاتی ہے۔ کہیں بصدر حسرت و یاس یہ نہ کہنا پڑے۔

مری ہناؤ بجاہ پڑھائی غیروں نے + مرے تھے جسکے لئے وہ رہے فوج کرتے
خدا کرے کہ اس طرف وہ پاک رحمتوں جو ہمیں فضا میں جلوہ فگن ہیں ایسے قدر دانوں کی چھاؤ میں ہم اپنے ارادوں میں کیا ہوں۔
نبیجہر جہدہ شمس الاسلام۔ بھیرہ ریخا ب